جلسہ سالانہ

شائع کردہ: جماعت احمدیہ برطانیہ

يأتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ وَ يأتِيْکَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار!

جلسہ سالانہ

’’خدا تعالیٰ کی عظیم الشان قدرتوں کا ایک نشان‘‘

عشاقِ اسلام کے ایمان افروز عالمگیر روحانی اجتماع کے مقاصد‘
آداب اور روحانی برکات وفوائد سے متعلق
سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام

اور

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کے بعض ارشادات کا انتخاب

مرتبہ: عطاء المجیب راشد

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

ہمارے محبوب آ قا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی جگہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے بابرکت تذکرہ کے لئے کوئی مجلس منعقد ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس مجلس کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس بابرکت مجلس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ایسی مجلس میں شامل ہونے والے سب لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی برکتوں سے بھرپور حصہ پاتے ہیں حتیٰ کہ اتفاقاً اس مجلس میں آ کر بیٹھ جانے والا بھی اس نیک مجلس کی برکتوں سے محروم نہیں رہتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ عالمگیر کو جلسہ سالانہ کی صورت میں اس نوعیت کی بہت ہی بابرکت اور پاکیزہ مجالس عطا فرمائی ہیں جو ہر سال جماعت کے مرکز میں اور اکناف عالم میں پھیلی ہوئی جماعتوں میں منعقد ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اذنِ الٰہی سے ۱۸۹۱ میں جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی اور بار بار اس کی عظمت اور برکت کا اپنی تحریرات میں ذکر فرمایا۔ ایک موقع پر فرمایا:

”اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں ۔
یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے“

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عظیم الشان

قدرتوں کا ایک نشان ہے۔ جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار ہے۔ عشاق اسلام کا ایک عظیم عالمگیر روحانی اجتماع ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ ہر سال بڑی بے تابی سے ہر مرد وزن کو اس کا انتظار رہتا ہے۔ اسکی برکتوں اور فیوض سے جھولیاں بھرنے کے بعد اگلے جلسہ سالانہ کا انتظار شروع ہو جاتا ہے۔

عرصہ سے یہ خواہش تھی کہ کوئی ایسی کتاب ہو جس میں جلسہ سالانہ سے متعلق بنیادی ضروری امور کو اکٹھا کر دیا گیا ہو۔ الحمدللہ کہ امسال جلسہ سالانہ ۲۰۰۲ کے موقع پر جماعت احمدیہ برطانیہ کو اس موضوع پر ایک مختصر کتابچہ شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اس پہلی کوشش میں جلسہ سالانہ کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات اور ہدایات کا ایک انتخاب پیش کیا گیا ہے۔ جلسہ سالانہ کے اجمالی خاکہ اور مختصر تاریخی جائزہ کے علاوہ چند کوائف بھی شامل ہیں۔

ارادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس پہلی کوشش کو آگے بڑھاتے ہوئے ایک جامع کتاب کی شکل دی جائے جس میں بقیہ ارشادات کو بھی شامل کر لیا جائے۔ علاوہ ازیں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کو بھی شامل کر دیا جائے اور ایک جامع دستاویز تیار ہو جائے۔ اس کے علاوہ دنیا کے مختلف ممالک میں ہونے والے جلسوں کی ملک وار تفصیل، جلسہ سالانہ کے مزید اعداد و شمار اور کوائف نیز جلسہ سالانہ سے متعلق مزید تاریخی تفاصیل اور واقعات کو بھی شاملِ کتاب کر لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ یہ جامع کتاب بھی جلد تیار ہو جائے اور اس موضوع پر ایک مستند مآخذ کا کام دے۔ آمین

اس پہلی کوشش کی تیاری اور پیشکش میں مکرم وسیم احمد طاہر صاحب نے لمبا عرصہ بہت محنت کی ہے۔ اسکے علاوہ مکرم بلال احمد وسیم صاحب اور مکرم مظہر سلیم صاحب نے ٹائپنگ میں بہت معاونت کی ہے۔ پروف ریڈنگ میں مکرم ملک محمد اکرم صاحب اور مکرم قریشی داؤد احمد صاحب نے تعاون کیا ہے۔ اشاعت کے سلسلہ میں مکرم مرزا ندیم احمد صاحب اور مکرم ملک مظفر احمد صاحب نے مدد فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ اس ادنیٰ کوشش کو قبول فرمائے اور قارئین کے لئے اس کتابچہ کا مطالعہ بہت فائدہ مند بنائے اور ہم سب کو یہ توفیق اور سعادت عطا فرمائے کہ ہم ہمیشہ ان ارشادات اور ہدایات کی پابندی کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان دعاؤں سے حصہ وافر حاصل کرنے والے ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کے شرکاء کے حق میں فرمائی ہیں۔ آمین۔

خاکسار

عطاء المجیب راشد

امام مسجد فضل لندن

۲۰ جولائی ۲۰۰۲

جلسہ سالانہ۔۔۔۔ایک اجمالی تعارف

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت اور جماعت احمدیہ کی روزافزوں ترقی کا ایک روشن سے روشن تر ہونے والا نشان ہے۔

اس عظیم الشّان روحانی اجتماع کی بنیاد اللہ تعالی کے اذن اور ہدایت سے حضرت مسیح موعود وامام مہدی علیہ الصلوٰۃ و السلام کے مقدس ہاتھوں سے ۱۸۹۱ء میں رکھی گئی۔ آپ نے جماعت کے دوستوں کومشورہ کے لئے قادیان دارالامان بلوایا۔ چنانچہ وفا شعار بزرگان احمدیت فوری طور پر ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو قادیان میں جمع ہو گئے۔ جماعت احمدیہ کے اس مختصر، ایک روزہ تاریخی جلسہ سالانہ میں ۷۵ مخلصین نے شرکت کی۔ کتنے خوش نصیب تھے وہ لوگ جو اس جلسہ میں حاضر ہوئے۔ وہ کاروانِ احمدیت کا ایک ہراول دستہ تھے جو بعد میں ایک قلزم بیکراں بننے والا تھا۔

پہلے جلسہ سالانہ کے معاً بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار میں یہ اطلاع ساری جماعت کو دی کہ آئندہ ہر سال یہ جلسہ سالانہ ۲۷۔۲۸ اور ۲۹ دسمبر کی تاریخوں میں مرکز احمدیت میں منعقد ہوا کرے گا۔ چنانچہ اس وقت سے یہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کی سالانہ تقریبات کا مستقل حصہّ بن گیا ہے۔

مرکزی جلسہ سالانہ کی ابتداء قادیان کی مقدس بستی سے ہوئی۔ قادیان ایک وقت میں گمنام اور نامعلوم بستی تھی۔ جلسہ سالانہ کی برکت سے ”کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر“ والا دور ختم ہوا اور یہی مقدس بستی مرجع خاص و عام بن گئی۔ ہر سال جلسہ کے موقع پر اس بستی کی شان دیکھنے والی ہوتی ہے۔ تقسیمِ ہند کے بعد بھی قادیان میں جلسہ سالانہ کا سلسلہ باقاعدگی سے جاری رہا۔ نامساعد حالات کے باوجود عشّاقِ اسلام اس جلسہ کی برکتوں سے اپنی جھولیاں بھرتے رہے۔ ۱۹۹۱ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفسِ نفیس قادیان کے جلسہ سالانہ میں شمولیت فرما کر اسے ایک تاریخی جلسہ سالانہ بنا دیا۔ ہندوستان کی سرزمین پر آپ کی پرسوز دعائیں رنگ لائیں اور ہندوستان میں ایک عظیم روحانی بیداری پیدا ہوگئی۔ خوابیدہ شیر بیدار ہو گئے اور دن رات میدان تبلیغ میں سرگرم دکھائی دینے لگے آسمان سے رحمتوں کی بارشیں ہونے لگیں۔ اور ہر سال احمدیت قبول کرنے والوں کی تعداد ہزاروں لاکھوں سے بڑھ کر کروڑوں ہوگئی۔ نو احمدیوں کے وفود قافلہ در قافلہ جلسہ سالانہ قادیان میں آنے لگے اور اب تو قادیان کا جلسہ سالانہ سرزمینِ ہند پر مسلمانوں کا ایک عظیم اجتماع بن چکا ہے جس کی تعداد بھی دن بہ دن بڑھتی جا رہی ہے اور روحانی کیفیات بھی۔

۱۹۴۶ء تک مرکزی جلسے قادیان میں ہوتے رہے۔ تقسیم ہند کے بعد دو سال جلسے لاہور (پاکستان) میں ہوئے اور ۱۹۴۹ء سے ربوہ دارالہجرت میں ان کا انعقاد ہونے لگا۔ آخری جلسہ ۱۹۸۳ء میں ہوا جس کے بعد حکومت پاکستان کی طرف سے اجازت نہ ملنے کی وجہ سے جماعت احمدیہ کا مرکزی جلسہ ربوہ میں منعقد نہ ہوسکا۔ اور یہ صورت تا حال قائم ہے۔

اس روحانی اور ایمان افروز جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھتے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے فرمایا تھا کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ اسکی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ آپ نے بڑی تحدّی اور جلال کے ساتھ فرمایا کہ ان باتوں کو ناممکن مت خیال کرو کہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔

خدا کی بات پوری ہوئی۔ کوئی نہیں جو تقدیر خداوندی کو روک سکے۔ احمدیت اکناف عالم میں پھیلتی گئی اور ہر قوم وملت کے لوگ قافلہ در قافلہ احمدیت میں داخل ہوتے گئے۔ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے عشاقِ اسلام کی تعداد بھی سال بہ سال بڑھتی چلی گئی۔ ۱۹۸۳ء میں مرکز احمدیت میں منعقد ہونے والے آخری تاریخی جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد کم وبیش پونے تین لاکھ بتائی جاتی ہے۔

اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا فضل اس رنگ میں بھی ظاہر ہونے لگا کہ پاکستان میں بندش سے بہت پہلے ہی جلسہ سالانہ کا شجرہ طیبہّ بیرونی ممالک میں لگ گیا اور سال بہ سال ترقی کرنے لگا۔ ایک طرف انڈونیشیا میں اس کا آغاز ہوا تو دوسری طرف گھانا میں اس کی داغ بیل ڈالدی گئی۔ امریکہ میں اس کا انعقاد شروع ہوا تو برطانیہ اور جرمنی میں بھی ایسے جلسے بڑی شان سے منعقد ہونے لگے۔ اب تو یہ حالت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مشرق اور مغرب، شمال اور جنوب، غرضیکہ دنیا کے ہر علاقہ میں جلسہ سالانہ احمدیہ کیلنڈر کا ایک لازمی حصّہ بن گیا ہے مسیح موعود علیہ السلام کی بات کس شان سے پوری ہو رہی ہے کہ ہر قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی۔

رنگ ونسل سے بے نیاز، دنیا بھر کی قومیں اپنے اپنے علاقوں میں جلسہ سالانہ کی برکت سے فیض یاب ہورہی ہیں۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۹۸۴ء میں برطانیہ تشریف لائے تو حضور انور کی آمد کی برکت سے جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ ایک عالمگیر جلسہ سالانہ کے طور پر ابھرا۔ ۱۹۸۴ء کا جلسہ ٹالورتھ کے علاقہ میں ہوا۔ ۱۹۸۵ء سے جلسہ سالانہ اسلام آباد (انگلستان) میں منعقد ہونے لگا۔ اصل مرکزی جلسہ کی شان لیکر یہ جلسہ ہر سال ترقی کی منازل طے کرنے لگا۔ جلسہ سالانہ کے ساتھ انٹرنیشنل مجلس شوریٰ کا اجلاس بھی ہر سال ہونے لگا۔ بیرونی ممالک سے نمائیندگان کے وفود کثرت سے آنے لگے۔ حکومتوں کے نمائیندگان بھی اس جلسہ کی رونقیں بڑھانے لگے۔ تعداد میں روز افزوں اضافہ ہونے لگا۔ ۱۹۹۳ء سے عالمگیر بیعت کا آغاز ہوا، ہزاروں لاکھوں سے بڑھ کر کروڑوں کی تعداد میں لوگ ہر سال احمدیت میں داخل ہونے لگے۔ ۱۹۹۴ء میں ایم ٹی اے (MTA) کا آغاز ہوا تو جلسہ سالانہ برطانیہ کی کاروائی اکنافِ عالم میں براہ راست دیکھی اور سنی جانے لگی۔ اس طرح جلسہ سالانہ کے شرکاء کا حلقہ عالمگیر ہوگیا۔ ایسی ایسی عظمتیں اس جلسہ سالانہ کو نصیب ہوئیں اور مسلسل ہوتی چلی جارہی ہیں کہ ان کا شمار اور بیان ناممکن ہے۔

۲۰۰۱ء میں جرمنی میں منعقد ہونے والا عالمی جلسہ ایک امتیازی اور تاریخی شان کا حامل تھا۔ یہ پہلا عالمی جلسہ تھا جو جرمنی کی سرزمین میں منعقد ہوا۔ ویسے بھی اکیسویں صدی میں منعقد ہونے والا یہ پہلا جلسہ تھا۔ حاضری کے اعتبار سے سرزمینِ یورپ میں منعقد ہونے والا احمدیت

کے پروانوں کا سب سے بڑا روحانی اجتماع تھا اور تاریخ احمدیت میں یہ پہلا موقع تھا کہ خلیفہ وقت نے مرکزی جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے اپنے قیام کے ملک سے ایک دوسرے ملک کی جانب سفر اختیار فرمایا ہو۔

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ احمدیت کی صداقت کا بھی ثبوت ہے اور شانِ احمدیت کا آئینہ دار بھی۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ایک شجرہ طیبّہ کی طرح اکنافِ عالم میں پھیلاتا چلا جائے اور اسکی برکتیں ساری دنیا پر محیط ہو جائیں۔ آمین۔

عطاء المجیب راشد
امام مسجد فضل لندن

جلسہ سالانہ سے متعلق
سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے
بابرکت ارشادات

(حتی الامکان زمانی ترتیب کے لحاظ سے)

۲۲دسمبر۱۸۹۱ء

’’میَں پہلے خط میں لکھ چکا ہوں ۔کہ ایک آسمانی فیصلہ کے لئے میں مامور ہوں ۔اور اس کے ظاہری انتظام کے درست کرنے کے لئے میں نے ۲۷دِسمبر۱۸۹۱ء کو ایک جلسہ تجویز کیا ہے۔متفرق مقامات سے اکثر مخلص جمع ہوں گے‘‘

(مکتوب مورخہ ۲۲دسمبر ۱۸۹۱ء بنام نواب محمد علی خان صاحب آف مالیرکوٹلہ ۔
مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۹۴)

۳۰دسمبر۱۸۹۱

اِطّلاع

تمام مخلِصین داخلین سلسِلہ بیعت اِس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دُنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔اور اپنے مولیٰ کریم اور رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دِل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پَیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اِس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصّہ اپنی عُمر کا اِس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو ِکسی بُرہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضُعف اور کسل دُور ہو۔اور یقین کامل پَیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پَیدا ہو جائے ۔سو اِس بات کے لئے

ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دُعا کرنا چاہیئے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو۔ کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے ۔ کیونکہ سِلسلِہ بیعت میں داخل ہو کر پھر مُلاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سرا سر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعثِ ضُعفِ فطرت یا کمیٔ مقدرت یا بُعدِ مسافت یہ میسّر نہیں آ سکتا کہ وُہ صُحبت میں آ کر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اُٹھا کر مُلاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دِلوں میں ابھی ایسا اشتعالِ شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کے سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالےٰ چاہے بشرطِ صحت وفرصت وعدم موانع قویّہ تاریخ مقررّہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وُہ تاریخ ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک قرار پائے۔ یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے۔ آئیندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دُعا میں شریک ہونے کے لئے اُس تاریخ پر آجانا چاہیئے ۔ اور اِس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سُنانے کا شغل رہے گا۔ جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز اُن دوستوں کے لئے خاص دُعائیں اور خاص توجّہ ہوگی۔ اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خُدائے تعالےٰ اپنی طرف اُن کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی اُن میں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ اِن جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال جس قدر نئے بھائی اِس جماعت میں داخل ہوں گے۔ وُہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے مُنہ دیکھ لیں گے۔ اور

روشناسی ہوکر آپس میں رشتہ تودّد وتعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔اور جو بھائی اِس عرصہ میں اِس سَرائے فانی سے انتقال کر جائے گا۔ اِس جلسہ میں اُس کے لئے دُعائے مغفرت کی جائے گی۔ اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور اُن کی خشکی اور اجنبیّت اور نفاق کو درمیان سے اُٹھا دینے کے لئے بدرگاہِ حضرت عزّت جلّشانہ کوشِش کی جائے گی۔اور اِس رُوحانی جلسہ میں اور بھی کئی رُوحانی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔ اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اِس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں۔اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دِقّت سرمایۂ سفر میسّر آجاوے گا۔گویا یہ سفر مُفت میسّر ہو جائے گا۔اور بہتر ہوگا کہ جو صاحب احباب میں سے اِس تجویز کو منظور کریں وُہ مُجھ کو ابھی بذریعہ اپنی تحریر خاص کے اطلاع دیں تا کہ ایک علیحدہ فہرست میں اُن تمام احباب کے نام محفوظ رہیں کہ جو حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آئیندہ زندگی کے لئے عہد کر لیں اور بدل وجان پختہ عزم سے حاضِر ہو جایا کریں بجُز ایسی صُورت کے کہ ایسے موانع پیش آجائیں جن میں سفر کرنا اپنی حدّ اختیار سے باہر ہو جائے۔اور اب جو ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ءکو دینی مشورہ کے لئے جلسہ کیا گیا۔ اِس جلسہ پر جسقدر احباب محض للہ تکلیف سفر اُٹھا کر حاضر ہوئے خُدا اُن کو جزائے خیر بخشے اور اُنکے ہر یک قدم کا ثواب اُنکو عطا فرماوے۔آمین ثم آمین

(آسمانی فیصلہ۔روحانی خزائن جلد ۴، صفحہ ۳۵۱ تا ۳۵۳)

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۰۲ تا ۳۰۴)

۷دسمبر ۱۸۹۲

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده و نصلے علیٰ رسوله الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد ہذا بخدمت جمیع احباب مخلصین التماس ہے کہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کو مقام قادیان میں اس عاجز کے محبوں اور مخلصوں کا ایک جلسہ منعقد ہوگا۔ اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں اور اسلام کے تفرقہ مذاہب سے بہت لرزاں اور ہراساں ہیں چنانچہ انہیں دنوں میں ایک انگریز کی میرے نام چٹھی آئی جس میں لکھا تھا کہ آپ تمام جانداروں پر رحم رکھتے ہیں۔ اور ہم بھی انسان ہیں اور مستحق رحم۔ کیونکہ دین اسلام قبول کر چکے اور اسلام کی سچی اور صحیح تعلیم سے اب تک بے خبر ہیں۔ سو بھائیو یقیناً سمجھو یہ ہمارے لئے ہی جماعت طیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالےٰ کسی صادق کو بے جماعت

نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادراہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں ادنےٰ ادنےٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالےٰ مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔ اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا اور نہ نیچر کے تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا، نہ خوراق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے۔ اور خدا تعالےٰ اس امت وسط کے لئے بَین بَین کی راہ زمین پر قائم کردے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ وہی راہ جو رسُول کریم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتداء سے صدیق اور شہید اور صلحاء پاتے رہے۔ یہی ہوگا۔ ضرور یہی ہوگا۔ جس کے کان سُننے کے ہوں سنے۔ مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔ بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالےٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے

اور اُن کے ہمّ وغم دُور فرماوے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مُرادات کی راہیں اُن پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر اُن کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدٰی

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ۔ عفی اللہ عنہ

۷ دسمبر ۱۸۹۲

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۴۰۔۳۴۲)

---

۱۷ دسمبر ۱۸۹۲

☆ سال گذشتہ میں بمشورہ اکثر احباب یہ بات قرار پائی تھی کہ ہماری جماعت کے لوگ کم سے کم ایک مرتبہ سال میں بہ نیت استفادہ ضروریات دین و مشورہ اعلاءِ کلمہ اسلام و شرع متین اس عاجز سے ملاقات کریں۔ اور اس مشورہ کے وقت یہ بھی قرین مصلحت سمجھ کر مقرر کیا گیا تھا کہ ۲۷ دسمبر کو اس غرض سے قادیان میں آنا انسب اور اولیٰ ہے۔ کیونکہ یہ تعطیل کے دن ہیں اور ملازمت پیشہ لوگ ان دنوں میں فرصت اور فراغت رکھتے ہیں۔ اور بباعث ایام سرما یہ دن سفر کے مناسب حال بھی ہیں۔ چنانچہ احباب اور مخلصین نے اس مشورہ پر اتفاق کر کے خوشی ظاہر کی تھی اور کہا تھا

کہ یہ بہتر ہے۔اب ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کواسی بنا پراس عاجز نے ایک خط بطور اشتہار کے تمام مخلصوں کی خدمت میں بھیجا جو ریاض ہند پریس قادیان میں چھپا تھا۔جس کے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض یہ بھی ہے کہ تا ہر یک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقعہ ملے اوران کے معلومات دینی وسیع ہوں اور معرفت ترقی پذیر ہو۔۔۔۔

☆ یہ عاجز اپنے صریح صریح اور ظاہر ظاہر الفاظ سے اشتہار میں لکھ چکا کہ یہ سفر ہر یک مخلص کا طلب علم کی نیّت سے ہوگا۔

☆ اپنی جماعت کو طلب علم اور حل مشکلات دین اور ہمدردیٔ اسلام اور برادرانہ تعلقات کے لئے بلایا ہے

☆ صرف طلب علم اور مشورہ امداد اسلام اور ملاقات اخوان کے لئے یہ جلسہ تجویز کیا

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۵۲ تا صفحہ ۳۶۵)

۱۸۹۲ کے جلسہ کے بعد

ناظرین کی توجہ کے لایق

اس بات کے سمجھنے کے لئے کہ انسان اپنے منصوبوں سے خدا تعالیٰ کے کاموں کو روک نہیں سکتا۔ یہ نظیر نہایت تشفی بخش ہے کہ سال گذشتہ میں جب ابھی فتویٰ تکفیر میاں بٹالوی صاحب کا طیار نہیں ہوا تھا اور نہ انہوں نے کچھ بڑی جدوجہد اور جان کنی کے ساتھ اس عاجز کے کافر ٹھہرانے کے لئے توجہ فرمائی تھی صرف ۷۵ احباب اور مخلصین تاریخ جلسہ پر قادیان میں تشریف

لائے تھے۔ مگر اب جبکہ فتویٰ طیار ہو گیا اور بٹالوی صاحب نے ناخنوں تک زور لگا کر اور آپ بصد مشقت ہر یک جگہ پہنچ کر اور سفر کی ہر روزہ مصیبتوں سے کوفتہ ہو کر اپنے ہم خیال علماء سے اس فتویٰ پر مُہریں ثبت کرائیں اور وہ اور ان کے ہم مشرب علما بڑے ناز اور خوشی سے اس بات کے مدعی ہوئے کہ گویا اب اُنہوں نے اس الٰہی سلسلہ کی ترقی میں بڑی بڑی روکیں ڈال دی ہیں۔ تو اس سالانہ جلسہ میں بجائے ۷۵ کے تین سو ستائیس احباب شامل جلسہ ہوئے اور ایسے صاحب بھی تشریف لائے جنہوں نے توبہ کر کے بیعت کی۔ اب سوچنا چاہیئے کہ کیا یہ خدا تعالےٰ کی عظیم الشان قدرتوں کا ایک نشان نہیں کہ بٹالوی صاحب اور ان کے ہم خیال علماء کی کوششوں کا اُلٹا نتیجہ نِکلا اور وہ سب کوششیں بر باد گئیں۔ کیا یہ خدا تعالےٰ کا فعل نہیں کہ میاں بٹالوی کے پنجاب اور ہندوستان میں پھرتے پھرتے پاؤں بھی گھس گئے۔ لیکن انجام کار خدا تعالیٰ نے ان کو دکھلا دیا کہ کیسے اس کے ارادے انسان کے ارادوں پر غالب ہیں۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۶۶)

(ضمیمہ آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۷، ۱۸، روحانی خزائن جلد ۵)

۱۸۹۳ء

التوائے جلسہ ۲۷ دِسمبر ۱۸۹۳ء

ہم افسوس سے لکھتے ہیں کہ چند ایسے وجوہ ہم کو پیش آئے جنہوں نے ہماری رائے کو اس طرف مائل کیا کہ اب کی دفعہ اس جلسہ کو ملتوی رکھا جائے۔ اور چونکہ بعض لوگ تعجب کرینگے کہ اس

التواء کا موجب کیا ہے۔ لہذا بطور اختصار کسی قدر ان وجوہ میں سے لکھا جاتا ہے۔

اوّل یہ کہ اس جلسہ سے مدعا اور مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زُہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔ لیکن اس پہلے جلسہ کے بعد ایسا اثر نہیں دیکھا گیا۔ بلکہ خاص جلسہ کے دنوں میں ہی بعض کی شکایت سنی گئی کہ وہ اپنے بعض بھائیوں کی بدخوئی سے شاکی ہیں۔ اور بعض اس مجمع کثیر میں اپنے اپنے آرام کے لئے دوسرے لوگوں سے کج خلقی ظاہر کرتے ہیں گویا وہ مجمع ہی ان کے لئے موجب ابتلاء ہو گیا۔ اور پھر میں دیکھتا ہوں کہ جلسہ کے بعد کوئی بہت عمدہ اور نیک اثر اب تک اس جماعت کے بعض لوگوں میں ظاہر نہیں ہوا۔ اور اس تجربہ کے لئے یہ تقریب پیش آئی کہ ان دنوں سے آجتک ایک جماعت کثیر مہمانوں کی اس عاجز کے پاس بطور تبادل رہتی ہے۔ یعنی بعض آتے اور بعض جاتے ہیں۔ اور بعض وقت یہ جماعت سوسو مہمان تک بھی پہنچ گئی ہے اور بعض وقت اس سے کم۔ لیکن اس اجتماع میں بعض دفعہ بباعث تنگی مکانات اور قلت وسائل مہمانداری ایسے نالائق رنجش اور خودغرضی کی سخت گفتگو بعض مہمانوں میں باہم ہوتی دیکھی ہے کہ جیسے ریل میں بیٹھنے والے تنگی مکان کی وجہ سے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں۔ اور اگر کوئی بیچارا عین ریل چلنے کے قریب اپنی گٹھڑی کے سمیت مارے اندیشہ کے دوڑتا دوڑتا ان کے پاس پہنچ جاوے تو اس کو دھکے

دیتے اور دروازہ بند کر لیتے ہیں کہ ہم میں جگہ نہیں حالانکہ گنجائش نکل سکتی ہے مگر سخت دلی ظاہر کرتے ہیں اور وہ ٹکٹ لئے اور بقچہ اٹھائے اِدھر اُدھر پھرتا ہے اور کوئی اس پر رحم نہیں کرتا مگر آخر ریل کے ملازم جبراً اس کو جگہ دلاتے ہیں۔ سو ایسا ہی یہ اجتماع بھی بعض اخلاقی حالتوں کے بگاڑنے کا ایک ذریعہ معلوم ہوتا ہے اور جب تک مہمانداری کے پورے وسائل میّسر نہ ہوں اور جب تک خدا تعالیٰ ہماری جماعت میں اپنے خاص فضل سے کچھ مادہ رفق اور نرمی اور ہمدردی اور خدمت اور جفاکشی کا پیدا نہ کرے تب تک یہ جلسہ قرین مصلحت معلوم نہیں ہوتا۔ حالانکہ دل تو یہی چاہتا ہے کہ مبائعین محض للہ سفر کر کے آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں کیونکہ موت کا اعتبار نہیں۔ میرے دیکھنے میں مبائعین کو فائدہ ہے۔ مگر مجھے حقیقی طور پر وہی دیکھتا ہے جو صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرتا ہے اور فقط دین کو چاہتا ہے۔ سو ایسے پاک نیّت لوگوں کا آنا ہمیشہ بہتر ہے۔ کسی جلسہ پر موقوف نہیں۔ بلکہ دوسرے وقتوں میں وہ فرصت اور فراغت سے باتیں کر سکتے ہیں۔ اور یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ نخواہ التزام اس کا لازم ہے۔ بلکہ اس کا انعقاد صحت نیت اور حسن ثمرات پر موقوف ہے۔ ورنہ بغیر اس کے ہیچ۔ اور جب تک یہ معلوم نہ ہو اور تجربہ شہادت نہ دے کہ اس جلسہ سے دینی فائدہ یہ ہے اور لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر اس کا یہ اثر ہے تب تک ایسا جلسہ صرف فضول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد کہ اس اجتماع سے نتائج نیک پیدا نہیں ہوتے ایک معصیّت اور طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کے لئے اپنے مبائعین کو اکٹھا کروں۔ بلکہ وہ علّت غائی جس کے لئے میں حیلہ نکالتا ہوں۔ اصلاح

خلق اللہ ہے۔ پھر اگر کوئی امر یا انتظام موجب اصلاح نہ ہو بلکہ موجب فساد ہو تو مخلوق میں سے میرے جیسا اس کا کوئی دشمن نہیں۔ اور اخی مکرم حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ تعالےٰ بار ہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیّت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیز گاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبّر کے سیدھے مُنہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنےٰ ادنےٰ خود غرضی کی بناء پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں۔ اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قِسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔ اور اگرچہ نجیب اور سعید بھی ہماری جماعت میں بہت بلکہ یقیناً دوسَو سے زیادہ ہی ہیں جن پر خدا تعالےٰ کا فضل ہے جو نصیحتوں کو سن کر روتے اور عاقبت کو مقدم رکھتے ہیں اور ان کے دلوں پر نصیحتوں کا عجیب اثر ہوتا ہے۔ لیکن میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں۔ اور حیران ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حال ہے۔ یہ کونسی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے۔ نفسانی لالچوں پر کیوں ان کے دل گرے جاتے ہیں اور کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستاتا اور اس سے بلندی چاہتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے

بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اس پر بیٹھ نہ جاوے۔تو میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اس کو نہ دُوں اور اپنے لئے فرشِ زمین پسند نہ کروں۔اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اس کے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اس کے لئے جہانتک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیّت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ ودانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں۔ بلکہ مجھے چاہیئے کہ میں اس کی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اس کے لئے رو رو کر دُعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہیئے کہ میں اس سے ٹھٹھا کروں یا چیں برجبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیّتی سے اس کی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں۔کوئی سچّا مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل نرم نہ ہو۔جب تک وہ اپنے تیئں ہر یک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہو جائیں۔خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصّہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں۔ بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھتا ہے تو وہ سختی

سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے۔اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو اُلٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گراتا ہے۔ پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا۔اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں ۔تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔ پھر میں کس خوشی کی اُمید سے لوگوں کو جلسہ کے لئے اکٹھے کروں ۔ یہ دنیا کے تماشوں میں سے کوئی تماشا نہیں ۔ابھی تک میں جانتا ہوں کہ میں اکیلا ہوں ۔ بجز ایک مختصر گروہ رفیقوں کے جو دوسو سے کسی قدر زیادہ ہیں ۔جن پر خدا کی خاص رحمت ہے۔جن میں سے اوّل درجہ پر میرے خالص دوست اور محبّ مولوی حکیم نورالدین صاحب اور چند اور دوست ہیں جن کو میں جانتا ہوں کہ وہ صرف خدا تعالیٰ کے لئے میرے ساتھ تعلق محبت رکھتے ہیں ۔اور میری باتوں اور نصیحتوں کو تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کی آخرت پر نظر ہے۔سو وہ انشاء اللہ دونوں جہانوں میں میرے ساتھ ہیں اور میں اُن کے ساتھ ہوں ۔ میں اپنے ساتھ اُن لوگوں کو کیا سمجھوں جن کے دل میرے ساتھ نہیں ۔ جو اس کو نہیں پہچانتے جس کو میں نے پہچانا ہے اور نہ اس کی عظمتیں اپنے دلوں میں بٹھاتے ہیں اور نہ ٹھٹھوں اور بے راہیوں کے وقت خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے اور کبھی نہیں سوچتے کہ ہم ایک زہر کھا رہے ہیں جس کا بالضرور نتیجہ موت ہے۔ درحقیقت وہ ایسے ہیں جن کو شیطانی راہیں چھوڑنا منظور ہی نہیں ۔یاد رہے کہ جو میری راہ پر چلنا نہیں چاہتا وہ مجھ میں سے نہیں اور اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور جو میرے مذہب کو قبول کرنا نہیں چاہتا بلکہ اپنا مذہب پسندیدہ سمجھتا ہے وہ مجھ سے ایسا دُور ہے جیسا کہ مغرب مشرق سے۔ وہ خطا پر ہے کہ سمجھتا ہے کہ میں اس کے ساتھ

ہوں۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ آنکھوں کو پاک کرو اوران کو روحانیّت کے طور سے ایسا ہی روشن کرو جیسا کہ وہ ظاہری طور پر روشن ہیں۔ ظاہری رؤیت تو حیوانات میں بھی موجود ہے۔ مگر انسان اس وقت سوجا کھا کہلا سکتا ہے جبکہ باطنی رویت یعنی نیک و بد کی شناخت کا اس کو حصّہ ملے اور پھر نیکی کی طرف جُھک جائے۔ سوتم اپنی آنکھوں کے لئے نہ صرف چارپاؤں کی بینائی بلکہ حقیقی بینائی ڈھونڈو۔ اور اپنے دلوں سے دنیا کے بُت باہر پھینکو کہ دنیا دین کی مخالف ہے۔ جلد مروگے اور دیکھوگے کہ نجات انہیں کو ہے کہ جو دنیا کے جذبات سے بیزار اور بَری اور صاف دل تھے۔ میں کہتے کہتے ان باتوں کو تھک گیا کہ اگر تمہاری یہی حالتیں ہیں تو پھر تم میں اور غیروں میں فرق ہی کیا ہے۔ لیکن یہ دل کچھ ایسے ہیں کہ توجہ نہیں کرتے اور ان آنکھوں سے مجھے بینائی کی توقع نہیں۔ لیکن خدا اگر چاہے۔ اور میں تو ایسے لوگوں سے اس دنیا اور آخرت میں بیزار ہوں۔ اگر میں صرف اکیلا کسی جنگل میں ہوتا تو میرے لئے ایسے لوگوں کی رفاقت سے بہتر تھا جو خدا تعالیٰ کے احکام کو عظمت سے نہیں دیکھتے اور اس کے جلال اور عزّت سے نہیں کانپتے اگر انسان بغیر حقیقی راست بازی کے صرف مُنہ سے کہے کہ میں مسلمان ہوں یا اگر ایک بھوکا صرف زبان پر روٹی کا نام لاوے تو کیا فائدہ۔ ان طریقوں سے نہ وہ نجات پائے گا اور نہ وہ سیر ہوگا۔ کیا خدا تعالےٰ دلوں کو نہیں دیکھتا۔ کیا اس علیم و حکیم کی گہری نگاہ انسان کی طبیعت کے پاتال تک نہیں پہنچتی۔

پس اے نادانو! خوب سمجھو۔ اے غافلو! خوب سوچ لو کہ بغیر سچی پاکیزگی ایمانی اور اخلاقی اور اعمالی کے کسی طرح رہائی نہیں۔ اور جو شخص ہر طرح سے گندہ رہ کر پھر اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہے وہ خدا تعالےٰ کو نہیں بلکہ وہ اپنے تئیں دھوکہ دیتا ہے۔ اور مجھے ان لوگوں سے کیا کام جو

سچے دل سے دینی احکام اپنے سر پر نہیں اُٹھا لیتے۔ اور رسول کریمؐ کے پاک جوئے کے نیچے صدق دل سے اپنی گردنیں نہیں دیتے اور راستبازی کو اختیار نہیں کرتے اور فاسقانہ عادتوں سے بیزار ہونا نہیں چاہتے اور ٹھٹھے کی مجالس کو نہیں چھوڑتے اور ناپاکی کے خیالوں کو ترک نہیں کرتے اور انسانیّت اور تہذیب اور صبر اور نرمی کا جامہ نہیں پہنتے بلکہ غریبوں کو ستاتے اور عاجزوں کو دھکے دیتے اور اکڑ کر بازاروں میں چلتے اور تکبّر سے کُرسیوں پر بیٹھتے ہیں۔ اور اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں۔ اور کوئی بڑا نہیں مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے۔ مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں اور شرم سے بات کرتے ہیں اور غریبوں اور مسکینوں کی عزّت کرتے اور عاجزوں کو تعظیم سے پیش آتے اور کبھی شرارت اور تکبّر کی وجہ سے ٹھٹھا نہیں کرتے اور اپنے رب کریم کو یاد رکھتے ہیں۔ اور زمین پر غریبی سے چلتے ہیں۔ سو میں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لئے نجات تیار کی گئی ہے۔ جو شخص شرارت اور تکبّر اور خود پسندی اور غرور اور دنیا پرستی اور لالچ اور بدکاری کی دوزخ سے اسی جہان میں باہر نہیں۔ وہ اس جہان میں کبھی باہر نہیں ہوگا۔ میں کیا کروں اور کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں جو اس گروہ کے دلوں پر کارگر ہوں۔ خدایا مجھے ایسے لفظ عطا فرما اور ایسی تقریریں الہام کر جو ان دلوں پر اپنا نُور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیّت سے اُن کی زہر کو دور کر دیں۔ میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جُھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر یک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبّر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دُور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہینگے۔ مگر ابھی تک بجُز خاص چند آدمیوں کے ایسی شکلیں مجھے نظر نہیں آتیں۔ ہاں نماز پڑھتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ نماز کیا شئے ہے۔ جب

تک دل فروتنی کا سجدہ نہ کرے صرف ظاہری سجدوں پر امید رکھنا طمع خام ہے۔ جیسا کہ قربانیوں کا خون اور گوشت خدا تک نہیں پہنچتا۔ صرف تقویٰ پہنچتی ہے۔ ایسا ہی جسمانی رکوع وسجود بھی ہیچ ہے جب تک دل کا رکوع وسجود وقیام نہ ہو۔ دل کا قیام یہ ہے کہ اس کے حکموں پر قائم ہو اور رکوع یہ کہ اس کی طرف جھکے اور سجود یہ کہ اس کے لئے اپنے وجود سے دست بردار ہو۔ سو افسوس ہزار افسوس کہ ان باتوں کا کچھ بھی اثر میں ان میں نہیں دیکھتا۔ مگر دعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دم زندگی ہے کئے جاؤں گا۔ اور دعا یہی ہے کہ خدا تعالےٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے ان کے دل اپنی طرف پھیر دے۔ اور تمام شرارتیں اور کینے ان کے دلوں سے اُٹھا دے اور باہمی سچی محبت عطا کر دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دُعا کسی وقت قبول ہوگی اور خدا میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔ ہاں میں یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری جماعت میں خدا تعالےٰ کے علم اور ارادہ میں بد بخت ازلی ہے جس کے لئے یہ مقدّر ہی نہیں کہ سچّی پاکیزگی اور خدا ترسی اس کو حاصل ہو تو اس کو اے قادر خدا میری طرف سے بھی منحرف کر دے جیسا کہ وہ تیری طرف سے منحرف ہے اور اس کی جگہ کوئی اور لا جس کا دل نرم اور جس کی جان میں تیری طلب ہو۔ اب میری یہ حالت ہے کہ بیعت کرنے والے سے میں ایسا ڈرتا ہوں جیسا کہ کوئی شیر سے۔ اسی وجہ سے کہ میں نہیں چاہتا کہ دنیا کا کیڑا رہ کر میرے ساتھ پیوند کرے۔ پس التواء جلسہ کا ایک یہ سبب ہے جو میں نے بیان کیا۔

دوسرے یہ کہ ابھی ہمارے سامان نہایت ناتمام ہیں۔ اور صادق جانفشاں بہت کم اور بہت سے کام ہمارے اشاعت کتب کے متعلق قلّت مخلصوں کے سبب سے باقی پڑے ہیں۔ پھر ایسی صورت میں جلسہ کا اتنا بڑا اہتمام جو صدہا آدمی خاص اور عام کئی دن آ کر قیام پذیر رہیں۔ اور

جلسہ سابقہ کی طرح بعض دُور دراز کے غریب مسافروں کو اپنی طرف سے زادراہ دیا جاوے۔اور کماحقہ کئی روز صدہا آدمیوں کی مہمانداری کی جاوے۔اور دوسرے لوازم چار پائی وغیرہ کا صدہا لوگوں کے لئے بندوبست کیا جائے اور ان کے فروکش ہونے کے لئے کافی مکانات بنائے جائیں۔اتنی توفیق ابھی ہم میں نہیں اور نہ ہمارے مخلص دوستوں میں۔اور یہ بات ظاہر ہے کہ ان تمام سامانوں کو درست کرنا ہزار ہا روپیہ کا خرچ چاہتا ہے۔اور اگر قرضہ وغیرہ پر اس کا انتظام بھی کیا جائے تو بڑے سخت گناہ کی بات ہے کہ جو ضروریات دین پیش آ رہی ہیں وہ تو نظر انداز رہیں اور ایسے اخراجات جو کسی کو یاد بھی نہیں رہتے اپنے ذمہ ڈال کر ایک رقم کثیر قرضہ کی خواہ نخواہ اپنے نفس پر ڈال لی جائے۔ابھی باوجود نہ ہونے کسی جلسہ کے مہمانداری کا سلسلہ ایسا ترقی پر ہے کہ ایک برس سے یہ حالت ہو رہی ہے کہ کبھی تیس تیس چالیس چالیس اور کبھی سو تک مہمانوں کی موجودہ میزان کی ہر روزہ نوبت پہنچ جاتی ہے۔جن میں اکثر ایسے غرباءفقراء دُور دراز ملکوں کے ہوتے ہیں جو جاتے وقت ان کو زادِراہ دے کر رخصت کرنا پڑتا ہے۔ برابر یہ سلسلہ ہر روز لگا ہوا ہے۔اور اس کے اہتمام میں مکرمی مولوی حکیم نورالدین صاحب بدل و جان کوشش کر رہے ہیں۔ اکثر دُور کے مسافروں کو اپنے پاس سے زادِراہ دیتے ہیں۔ چنانچہ بعض کو قریب تیس تیس یا چالیس چالیس روپیہ کے دینے کا اتفاق ہوا ہے ۔ اور دو دو چار چار تو معمول ہے اور نہ صرف یہی اخراجات بلکہ مہمانداری کے اخراجات کے متعلق قریب تین چار سو روپیہ کے انہوں نے اپنی ذاتی جوانمردی اور کریم النفسی سے علاوہ امدادات سابقہ کے ان ایام میں دئے ہیں اور نیز طبع کتب کے اکثر اخراجات انہوں نے اپنے ذمہ کر لئے کیونکہ کتابوں کے طبع کا سلسلہ بھی برابر جاری ہے۔گو بوجہ ایسے لابدی مصارف کے اپنے مطبع کا اب تک انتظام نہیں ہو سکا۔لیکن مولوی صاحب

موصوف ان خدمات میں بدل و جان مصروف ہیں۔اور بعض دوسرے دوست بھی اپنی ہمّت اور استطاعت کے موافق خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ پھر کب تک اس قدر مصارف کا تحمل نہایت محدود آمدن سے ممکن ہے۔غرض ان وجوہ کے باعث اب کے سال التوائے جلسہ مناسب دیکھتا ہوں۔آگے اللہ جلّ شانہٗ کا جیسا ارادہ ہو۔ کیونکہ اس کا ارادہ انسان کے ضعیف ارادہ پر غالب ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔اور میں نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا منشاء میری اس تحریر کے موافق ہے یا اس کی تقدیر میں وہ امر ہے جواب تک مجھے معلوم نہیں۔

وافوض امری الی الله واتوکل علیه هو مولانا نعم المولیٰ و نعم النصیر

خاکسار

غلام احمدؑ از قادیان

(یہ اشتہار شہادت القرآن مطبوعہ پنجاب پریس سیالکوٹ بار اوّل کے آخر پر صفحہ ۱ تا ۵ پر ہے)

---

۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء

اعلان۔ دسمبر میں تعطیلوں کے دنوں میں ہمیشہ جلسہ ہوتا تھا لیکن اب کے دسمبر میں میں اور میرے گھر کے لوگ اور اکثر خادمہ عورتیں اور مرد موسمی بیماری سے بیمار ہیں خدمت مہمانوں میں فتور ہوگا۔اور بھی کئی اسباب ہیں جن کا لکھنا موجب تطویل ہے۔ اسلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اب کی دفعہ کوئی جلسہ نہیں ہے۔ ہمارے سب دوست مطلع رہیں۔والسلام۔المعلن مرزا غلام احمد

(کتاب راز حقیقت روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۱۵۳)

ارشادات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(مضمون کی ترتیب کے لحاظ سے)

- پس منظر
- غرض وغایت
- عظمت
- برکات وفوائد
- شمولیت کی تاکید
- توجہ سے سننے کی تاکید
- عدم شمولیت پر افسوس
- ضروری ہدایات
- شرکاء کے لئے محبت بھری دعائیں

جلسہ سالانہ کا پس منظر اور غرض و غایت

• ۔۔۔۔اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقاتِ اخوّت استحکام پذیر ہوں گے۔

ماسوا اس کے جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں...

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۴۰۔۳۴۱)

• اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں....

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۹۴)

• ..... میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کے لئے اپنے مبائعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علتِ غائی جس کے لئے میں حیلہ نکالتا ہوں

اصلاحِ خلق اللہ ہے۔

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۹۵)

- ''تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولیٰ کریم اور رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلّم کی محبت دل پر غالب آ جائے۔ اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصّہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دعا کرنا چاہیئے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو۔ کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسّر نہیں آ سکتا کہ وہ صحبت میں آ کر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرطِ صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔''

(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۱)

وفات پا جانے والوں کے لئے اجتماعی دعائے مغفرت

’’جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔‘‘

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد۴ صفحہ۳۵۲)

جلسہ سالانہ کی عظمت

- ’’.......اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں......‘‘

(اشتہار ۷؍دسمبر ۱۸۹۲ء مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۴۱)

جلسہ سالانہ کی برکات وفوائد

- ’’۔۔۔حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دُعا میں شریک ہونے کے لئے اُس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالےٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال جس قدر نئے بھائی

اس جماعت میں داخل ہونگے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوکر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہوکر آپس میں رشتۂ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔۔۔۔۔اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے.....‘‘

(آسمانی فیصلہ اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۲)

- ’’اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جل شانہ کوشش کی جائے گی۔‘‘

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن، جلد ۴، صفحہ ۳۵۲)

جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے تاکیدی ارشادات

- ’’سلسلہ بیعت میں داخل ہوکر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضُعف فطرت یا کمیٔ مقدرت یا بُعد مسافت یہ میّسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں۔ جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوسکیں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۰۲)

- ''......دل تو یہی چاہتا ہے کہ مبائعین محض للہ سفر کر کے آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں کیونکہ موت کا اعتبار نہیں۔ میرے دیکھنے میں مبائعین کو فائدہ ہے مگر مجھے حقیقی طور پر وہی دیکھتا ہے جو صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرتا ہے اور فقط دین کو چاہتا ہے سو ایسے پاک نیت لوگوں کا آنا ہمیشہ بہتر ہے۔''

(شہادت القران، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۹۵)

- ''دین تو چاہتا ہے مصاحبت ہو، پھر مصاحبت ہو۔ اگر مصاحبت سے گریز ہو تو دینداری کے حصول کی امید کیوں رکھتا ہے۔ ہم نے بار بار اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ بار بار یہاں آ کر رہیں اور فائدہ اٹھائیں۔ مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ لوگ ہاتھ میں ہاتھ دیکر دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں۔ مگر اس کی پرواہ کچھ نہیں کرتے۔ یاد رکھو قبریں آوازیں دے رہی ہیں اور موت ہر وقت قریب ہوتی جا رہی ہے۔ ہر ایک سانس تمہیں موت کے قریب کرتا جاتا ہے اور تم اسے فرصت کی گھڑیاں سمجھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے مکر کرنا مومن کا کام نہیں ہے جب موت کا وقت آ گیا پھر ایک ساعت آگے پیچھے نہ ہوگی وہ لوگ جو اس سلسلہ کی قدر نہیں کرتے اور انہیں کوئی عظمت اس سلسلہ کی معلوم ہی نہیں ان کو جانے دو مگر ان سب سے بدقسمت اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا تو وہ ہے جس نے اس سلسلہ کو شناخت کیا اور اس میں شامل ہونے کی فکر کی لیکن پھر اس نے کچھ قدر نہ کی۔ وہ لوگ جو یہاں آ کر میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور ان باتوں کو جو خدا تعالیٰ ہر روز اپنے سلسلہ کی تائید میں ظاہر کرتا ہے نہیں سنتے اور دیکھتے وہ اپنی جگہ کیسے ہی نیک، متقی اور پرہیز گار ہوں مگر میں یہی کہوں گا کہ جیسا چاہیئے انہوں نے قدر نہ کی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تکمیل علمی کے بعد تکمیل عملی کی ضرورت ہے اور تکمیل عملی بدوں تکمیل علمی کے محال ہے اور جب تک یہاں

آ کرنہیں رہتے تکمیل علمی مشکل ہے۔‘‘

(الحکم ۷ استمبر ۱۹۰۱ء)

• ۔۔۔۔۔اورکم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اِس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں ۔اوراگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلادِقت سرمایہ سفر میّسر آ جاوے گا۔ گویا یہ سفر مفت میسّر ہو جائے گا۔

(آسمانی فیصلہ،روحانی خزائن،جلد۴ صفحہ ۳۵۲)

جلسہ سالانہ کا لازمی تقاضا

• ’’سب کو متوجہ ہو کر سننا چاہیئے پورے غور اور فکر کے ساتھ سنو کیونکہ یہ معاملہ ایمان کا ہے اس میں سستی ،غفلت اور عدم توجہ بہت برے نتائج پیدا کرتی ہے۔ جولوگ ایمان میں غفلت سے کام لیتے ہیں اور جب ان کو مخاطب کر کے کچھ بیان کیا جائے تو غور سے اس کو نہیں سنتے ۔ان کو بولنے والے کے بیان سے خواہ وہ کیسا ہی اعلیٰ درجہ کا مفید اور مؤثر کیوں نہ ہو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ کان رکھتے ہیں مگر سنتے نہیں اور دل رکھتے ہیں پر سمجھتے نہیں پس یاد رکھو کہ جو کچھ بیان کیا جاوے اسے توجہ اور بڑے غور سے سنو کیونکہ جو توجہ سے نہیں سنتا وہ خواہ عرصہ دراز تک فائدہ رساں وجود کی صحبت میں رہے اسے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا‘‘

(الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۲ء)

دسمبر ۱۸۹۹ء کے جلسہ سالانہ پر بہت کم لوگ آئے۔اس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بہت اظہارِ افسوس کیا اور فرمایا:

جلسہ سالانہ پر نہ آنے والوں پر اظہارِ افسوس

• ’’ہنوز لوگ ہمارے اغراض سے واقف نہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں کہ وہ بن جائیں۔ وہ غرض جو ہم چاہتے ہیں اور جس کے لئے ہمیں خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔ وہ پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک لوگ یہاں بار بار نہ آئیں اور آنے سے ذرا بھی نہ اکتائیں۔‘‘ اور فرمایا۔

’’جو شخص ایسا خیال کرتا ہے کہ آنے میں اس پر بوجھ پڑتا ہے۔ یا ایسا سمجھتا ہے کہ یہاں ٹھہرنے میں ہم پر بوجھ ہوگا۔ اسے ڈرنا چاہیئے کہ وہ شرک میں مبتلا ہے۔ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ اگر سارا جہان ہمارا عیال ہو جائے تو ہمارے مہمات کا متکفل خدا تعالیٰ ہے۔ ہم پر ذرا بھی بوجھ نہیں۔ ہمیں تو دوستوں کے وجود سے بڑی راحت پہنچتی ہے۔ یہ وسوسہ ہے جسے دلوں سے دور پھینکنا چاہیئے۔ میں نے بعض کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر کیوں حضرت صاحب کو تکلیف دیں۔ ہم تو نکمے ہیں۔ یوں ہی روٹی بیٹھ کر کیوں توڑا کریں۔ وہ یہ یاد رکھیں یہ شیطانی وسوسہ ہے جو شیطان نے ان کے دلوں میں ڈالا ہے کہ ان کے پَیر یہاں جمنے نہ پائیں۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۵۵)

جلسہ پر آنے والوں کے لئے ضروری ہدایات

• ’’لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر

ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں ادنےٰ ادنےٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔''

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء، مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۴۱)

- ''.........میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہوسکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اس کو نہ دوں اور اپنے لئے فرش زمین پسند نہ کروں اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اسکے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اس کے لئے جہاں تک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ ودانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہیئے کہ میں اس کی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اس کے لئے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہیئے کہ میں اس سے ٹھٹھا کروں یا چیں برجبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اسکی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں۔ کوئی سچا مومن نہیں ہوسکتا جبتک اس کا دل نرم نہ ہو۔ جب تک وہ اپنے تئیں ہر یک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہو جائیں خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جُھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونیکی علامت ہے، اور

بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں.....''

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۹۵-۳۹۶)

جلسہ سالانہ کے شرکاء کے لئے دعائیں

- ہر یک صاحب جو اس لِلّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مُرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتامِ سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۴۲)

- اِس جلسہ پر جسقدر احباب محض للہ تکلیف سفر اُٹھا کر حاضر ہوئے خُدا اُن کو جزائے خیر بخشے اور اُنکے ہر یک قدم کا ثواب اُنکو عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین

(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد ۴، صفحہ ۳۵۱ تا ۳۵۳)

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۰۲ تا ۳۰۴)

جلسہ سالانہ

کا

عالمگیر شجرہ طیّبہ

ایک مختصر تاریخی جائزہ

وہ جلسہ جو سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے اسے جلسہ سالانہ کہا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو قادیان میں منعقد ہوا۔ جماعت احمدیہ کی بنیاد ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو رکھی گئی تھی۔ گویا قیام جماعت کے قریباً دو سال بعد پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا تھا۔ اس جلسہ کے انعقاد کی تقریب اس طرح پیدا ہوئی کہ ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک رسالہ ''آسمانی فیصلہ'' کے نام سے شائع فرمایا اور اس میں ان علماء کو جو آپ کو کافر قرار دیتے تھے یہ دعوت دی گئی کہ قرآن مجید میں مومنوں کی جو علامات بیان فرمائی ہیں ان میں میرا مقابلہ کرلیں اسی مقابلہ کو فیصلہ کی حیثیت دینے کے لئے آپ نے تجویز فرمایا تھا کہ لاہور میں ایک انجمن قائم کردی جائے اور اس انجمن کے ممبر فریقین کی مرضی سے مقرر کر لئے جائیں۔ آپ نے اس انجمن کی تشکیل کے لئے مزید مشورہ کی غرض سے احباب جماعت کو ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو قادیان میں آنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ اس جلسہ میں شمولیت کے لئے ۷۵ احباب حاضر ہوئے۔ اور اس روز نماز ظہر کے بعد مسجد اقصیٰ قادیان میں جلسہ شروع ہوا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی نے رسالہ ''آسمانی فیصلہ'' پڑھ کر احباب کو سنایا اور اُسی روز بالاتفاق یہ طے پایا کہ سردست اس رسالہ کو شائع کردیا جائے اور مخالفین کا عندیہ معلوم کر کے پھر انجمن کے ممبر مقرر ہوں ۔اسی کے بعد جلسہ کی کاروائی ختم ہوگئی۔ احباب نے حضور سے مصافحہ کیا۔ یہ مختصر روداد اس جلسہ کی ہے جو بعد میں باقاعدہ جلسہ سالانہ کی شکل اختیار کر گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد کے دیگر جلسے

جماعت احمدیہ کا دوسرا جلسہ سالانہ ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۸۹۲ء کو قادیان میں ہوا۔ اس میں اللہ

تعالیٰ کے فضل کے ساتھ پانچ سو احباب جماعت نے شرکت کی اور ان میں سے تین سو ستائیس احباب قادیان سے باہر کے تھے۔۱۸۹۳ء کا جلسہ سالانہ بعض وجوہ سے ملتوی کر دیا گیا۔۱۸۹۴ء تا ۱۹۰۰ء میں مسجد اقصیٰ قادیان میں جلسے منعقد ہوتے رہے۔۱۸۹۶ء میں جلسہ مذاہب عالم لاہور (جس میں اسلامی اصول کی فلاسفی کا مضمون پڑھا گیا تھا) جو کہ دسمبر میں ہی منعقد ہوا تھا اسی کے پیش نظر قادیان میں جلسہ سالانہ ملتوی کر دیا گیا۔۱۹۰۰ء میں بھی مسجد اقصیٰ قادیان میں جلسہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر کی تاریخوں میں ہوا تاہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ناسازی طبع کیوجہ سے صرف ایک دفعہ خطاب فرمایا۔اور اس جلسہ میں ۵۰۰ احباب نے شرکت کی۔۱۹۰۱ء میں کثیر تعداد میں احباب شامل ہوئے۔۱۹۰۵ء کے جلسہ کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس جلسہ میں بہشتی مقبرہ کے انتظام کیلئے ایک انجمن بنائی گئی جس کا نام ''انجمن کارپردازان مصالح بہشتی مقبرہ'' رکھا گیا۔

دور مسیح موعود علیہ السلام کا آخری جلسہ سالانہ مسجد اقصیٰ قادیان میں ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۰۷ء کو منعقد ہوا۔مؤرخہ ۲۵ دسمبر کو انجمن تشحیذ الاذہان کا جلسہ ہوا۔مؤرخہ ۲۶ دسمبر کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام صبح جب سیر کے لئے تشریف لے گئے تو حسب معمول بہت سے احباب ساتھ ہو گئے۔اثناء سیر حضور ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے اور قریباً دو گھنٹہ تک اپنے خدام کو مصافحہ کا شرف بخشا۔مؤرخہ ۲۷ اور ۲۸ تاریخ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو تزکیہ نفس کی طرف توجہ دلائی۔۲۸ دسمبر کو آپ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''زندگی کا کچھ اعتبار نہیں جس قدر لوگ آج اس جگہ موجود ہیں معلوم نہیں
ان میں سے کون سالِ آئیندہ تک زندہ رہے گا اور کون مر جائے گا''

اس جلسہ میں مہمانوں کی بہت کثرت تھی۔جمعہ کے روز مسجد اقصیٰ کے علاوہ اردگرد کی دکانوں اور

گھروں اور ڈاکخانہ کی چھتوں پر کھڑے ہو کر لوگوں نے نماز ادا کی۔ جلسہ سالانہ کے آغاز سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ میں سترہ سال جلسہ کے ایام آئے ان ایام میں تین جلسے ۱۸۹۳، ۱۸۹۶، ۱۹۰۲ ملتوی ہوئے اور چودہ جلسے ایسے منعقد ہوئے جن میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنفسِ نفیس شریک ہوئے اور احباب کو برکت بخشی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں جلسہ سالانہ

حضرت حکیم مولوی الحاج نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں چھ سالانہ جلسے منعقد ہوئے گویا (۱۹۰۸ء تا مارچ ۱۹۱۴ء) ہر سال باقاعدگی کے ساتھ جلسے منعقد ہوتے رہے۔ البتہ ۱۹۰۹ء کا جلسہ بعض وجوہ کی بناء پر ۲۵ تا ۲۷ مارچ ۱۹۱۰ء کو منعقد ہوا۔ اور ۱۹۱۰ء کا جلسہ سالانہ ۲۵ تا ۲۷ دسمبر ۱۹۱۰ء کو منعقد ہوا اس لحاظ سے ۱۹۱۰ء کے سال میں دو جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں جلسہ ہائے سالانہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو ہوئی تو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ آپ کا دور ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء سے ۸ نومبر ۱۹۶۵ء تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ کے دورِ مبارک میں باون جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہوئے۔ قیام پاکستان سے قبل ۳۳ جلسے قادیان میں ہوئے۔ ان میں سے ۳۲ جلسے مسجد نور اور اس کے ملحقہ گراؤنڈ میں ہوئے جبکہ ۱۹۴۱ء کا جلسہ مسجد اقصیٰ قادیان میں منعقد ہوا۔ متحدہ ہندوستان میں قیام پاکستان سے قبل آخری جلسہ ۱۹۴۶ء میں قادیان مسجد نور میں ہوا۔ قیام پاکستان کے

بعد حضرت مصلح موعودؓ کے عہد میں اُنیس جلسے ہوئے۔ان میں صرف ۱۹۴۷ء اور ۱۹۴۸ء کے جلسے جو کہ مارچ کے مہینے میں ہوئے لاہور میں منعقد ہوئے۔بعض جلسوں کے بارہ میں کچھ مزید دلچسپ باتیں درج کی جاتی ہیں۔

☆۱۹۱۴ء کو پہلی مرتبہ خواتین کو جلسہ میں مدعو کیا گیا۔

☆۱۹۱۷ء میں خواتین کا پہلا جلسہ ہوا جس کا الگ طور پر انتظام کیا گیا۔

☆۱۹۲۲ء میں لجنہ کی بنیاد رکھی گئی اور پہلی دفعہ لجنہ کے زیرانتظام پہلا جلسہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ کی کوٹھی پر ہوا۔

☆۱۹۳۶ء میں پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ میں لاؤڈ سپیکر استعمال ہوا۔

☆۱۹۳۹ء کا جلسہ خلافت جوبلی کے طور پر منایا گیا۔

☆۲۸ دسمبر کی صبح سے خلافت جوبلی کی مبارک تقریب کے پروگرام شروع ہوئے۔

مختلف علاقوں اور مختلف ممالک کی جماعتیں مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار پڑھتی اور حمد کے گیت گاتی ہوئی اپنے جھنڈے لئے جلسہ گاہ پہنچیں۔تمام جھنڈے جن کی تعداد تقریباً ۱۵۰ تھی، جلسہ گاہ کی اوپر کی گیلریوں میں کھڑے کر دیئے گئے۔حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ نے چیک کی صورت میں دو لاکھ ستر ہزار روپے کی رقم حضور کی خدمت میں پیش کی حضور نے اسے قبول فرمایا اور اپنی تقریر میں حضور نے شکریہ کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا کہ یہ رقم جماعت ہی کے کاموں پر خرچ کی جائے گی۔اس کے بعد حضور نے دعائیں پڑھتے ہوئے نعرہ ہائے تکبیر کے دوران پہلی دفعہ لوائے احمدیت اور لوائے خدام الاحمدیہ لہرایا اور زنانہ جلسہ گاہ تشریف لے جا کر لجنہ اماء اللہ کا جھنڈا لہرایا۔یہ پہلا موقعہ تھا کہ دو انگریز نو احمدی خواتین اس جلسہ

میں شامل ہوئیں۔

ایک اہم جلسہ

۱۹۴۴ کا جلسہ بعض لحاظ سے بہت ہی اہمیت کا حامل ہو گیا۔اسی سال اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ پر یہ انکشاف کیا گیا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ چنانچہ آپ نے اسی جلسہ پر جو تقریر فرمائی اس میں حلفاً یہ امر پیش فرمایا کہ آپ ہی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہیں اور بتایا کہ پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے موعود بیٹے کی ۵۲ علامات بیان فرمائی ہیں وہ تمام اللہ تعالیٰ نے میرے حق میں پوری فرمادی ہیں۔

ربوہ کا جلسہ سالانہ

۱۹۴۹ء کا جلسہ سالانہ ۱۵، ۱۶، ۱۷ اپریل ۱۹۴۹ء کو ہوا۔ یہ ربوہ کا پہلا جلسہ تھا۔اس جلسہ سے چند روز قبل ربوہ کا ریلوے اسٹیشن منظور کیا گیا جس سے مہمانوں کو بہت سہولت ہو گئی۔ مہمانوں کی رہائش کے لئے اسٹیشن کے قریب ہی بیرکیں بنائی گئیں۔جگہ کم ہونے کی وجہ سے بہت سے مہمان خیموں میں سوئے۔ایک پہاڑی کے دامن میں لنگر خانہ قائم کیا گیا جس میں ۴۵ تنور لگائے گئے۔

۱۹۶۴ء کا جلسہ دورِ مصلح موعود کا آخری جلسہ ثابت ہوا۔اس جلسہ میں حضور ناسازی طبع کی وجہ سے تشریف نہ لائے اور افتتاحی اور اختتامی پیغامات حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ کو پڑھ کر پیش کرنے کی سعادت ملی۔

اسی سال لجنہ اماء اللہ کی طرف سے ڈنمارک میں مسجد تعمیر کرنے کے لئے دو لاکھ روپے

نقد اور ایک لاکھ روپے کے وعدے فوری طور پر پیش کئے گئے۔

اگلے جلسہ سالانہ سے قبل ہی مورخہ ۷ اور ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کی درمیانی شب خدا کا یہ پیارا بندہ ہم سے جدا ہو گیا، آپ کا دور ایک عظیم دور کے طور پر ہمیشہ یاد رہے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے عہد مبارک میں جلسہ سالانہ

۸ نومبر ۱۹۶۵ء وہ دن ہے جب قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب اس عظیم منصب پر فائز ہوئے اور جماعت احمدیہ کی امامت کی عظیم ذمہ داری ان کے کندھوں پر ڈالی گئی۔

آپ کا مبارک دور نومبر ۱۹۶۵ء سے جون ۱۹۸۲ء تک قریباً سترہ سال پر محیط ہے۔ آپ کے عہد مبارک میں سولہ جلسہ ہائے سالانہ ہوئے۔ یہ تمام جلسے ربوہ میں ہوئے۔ ۱۹۶۶ء کا جلسہ سالانہ رمضان المبارک کی وجہ سے مؤخر کر دیا گیا اور پھر ۲۶ تا ۲۸ جنوری ۱۹۶۷ء کو منعقد کیا گیا۔ اسی طرح ۱۹۶۷ء کا جلسہ مؤخر کر کے ۱۱ تا ۱۳ جنوری کو منعقد کیا گیا۔ ۱۹۶۸ء کا جلسہ ۲۶ تا ۲۸ دسمبر کو ہوا۔ اس طرح اس سال یعنی ۱۹۶۸ء میں دو جلسے ہوئے۔ ۱۹۷۱ء کا جلسہ سالانہ پاکستان اور بھارت کی جنگ کی وجہ سے ملتوی کر دیا گیا۔ پندرھویں صدی ہجری کا پہلا جلسہ سالانہ ۲۶ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۰ کو ہوا۔ ۱۹۸۱ء کا جلسہ سالانہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور کا آخری جلسہ ثابت ہوا۔ اس دور کے تمام مردانہ جلسے مسجد اقصیٰ ربوہ میں ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عہد مبارک میں جلسہ سالانہ

۱۹۸۲ء سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا بابرکت دور شروع ہوا۔ آپ

کے دور میں ربوہ پاکستان میں صرف ۱۹۸۲ء اور ۱۹۸۳ء کے دو سالانہ جلسے ہوئے اس کے بعد آج تک بعض قانونی مجبوریوں کی وجہ سے یہ جلسہ منعقد نہ ہوسکا۔ ۱۹۸۳ء کے جلسہ سالانہ میں حاضری ایک اندازہ کے مطابق دو لاکھ ۵۷ ہزار سے زائد تھی۔ وہ کارواں جو صرف ۷۵ احباب سے شروع ہوا۔ ۱۹۸۳ء میں لاکھوں میں جا پہنچا۔ فضل باری تعالیٰ کی یہ ایک مثال صرف ایک ملک میں ہے۔

جلسہ ہائے سالانہ برطانیہ

برطانیہ میں جلسہ ہائے سالانہ کا آغاز باقاعدگی کے ساتھ ۲۹، ۳۰۔ اگست ۱۹۶۴ء سے ہوا۔ ۱۹۸۴ء میں جب اللہ تعالیٰ کی خاص مشیت کے تحت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن تشریف لائے تو برطانیہ کے سالانہ جلسوں کو بین الاقوامی اور مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی۔ ۱۹۸۴ء کا سالانہ جلسہ اپنے پروگرام کے مطابق ۲۵، ۲۶ اگست کو منعقد ہوا۔ اس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اختتامی خطاب فرمایا۔ ۵ تا ۷ اپریل ۱۹۸۵ء کا جلسہ سالانہ وہ جلسہ تھا جو پہلی دفعہ اسلام آباد ٹلفورڈ سرے لندن میں ہوا۔ ۴۸ سے زائد ممالک کے نمائندوں نے اس میں شمولیت کی۔ یہ وہ جلسہ سالانہ تھا جس سے لندن میں بین الاقوامی جلسوں کا آغاز ہوا اور جس کے تینوں روز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطابات فرمائے۔ ۱۹۸۷ء کے جلسہ کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں پہلی بار مختلف ممالک کے جھنڈے لہرائے گئے۔ ۱۹۸۸ء میں ان ۱۱۷ ممالک کے جھنڈے لہرائے گئے جہاں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی تھی۔

۱۹۸۹ء کا جلسہ خاص اہمیت کا حامل جلسہ تھا کیونکہ یہ احمدیت کے قائم ہونے پر سو سال

پورے ہونے کا جوبلی جلسہ تھا۔ اس جلسہ کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس میں حضرت مولوی محمد حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی شامل ہوئے جنہیں خاص طور پر حضور نے اس جلسہ کے لئے بلایا تھا۔ جلسہ سالانہ برطانیہ کی ایک خاص بات عالمی بیعت کے سلسلہ کا اجرا ہے۔ ۱۹۹۳ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور نے یہ سلسلہ جاری فرمایا اور MTA کی وساطت سے ساری دنیا کے کروڑوں احمدی اس میں شامل ہوئے اور اب بھی ہوتے ہیں۔ ۱۹۹۳ میں نئے بیعت کنندگان کی تعداد دو لاکھ چار ہزار تین سو آٹھ تھی۔ بیعت کے الفاظ دہرانے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں حاضرین اور کل عالم کے احمدیوں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

جلسہ ہائے سالانہ قادیان

تقسیم ہندو پاک ۱۹۴۷ء کے بعد بھی قادیان کے جلسے حسب دستور جاری رہے۔ اگر چہ اس وقت مشکلات بہت تھیں مگر درویشانِ قادیان نے اس مبارک روایت کو جاری رکھا۔ چنانچہ ۱۹۴۷ء کے جلسہ میں ۲۵۳ درویش اور ۶۲ غیر مسلم احباب شامل ہوئے۔ اس کے بعد یہ جلسہ سوائے چند سالوں کے وقفہ کے جاری رہا۔ ۱۹۹۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفس نفیس اس میں شرکت فرمائی۔ یہ تاریخ کا ایک اہم دن تھا۔ ۱۹۴۶ء کے بعد کسی خلیفۃ المسیح کی قادیان میں موجودگی میں ہونے والا یہ پہلا جلسہ تھا۔

دنیا کے دیگر ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ

اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ملک ملک میں جلسے شروع ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان

بابرکت جلسوں کو جاری وساری رکھے اور ساری دنیا کو ان کی برکات سے متمتع فرمائے۔ان تمام کی تفصیلات درج کرنا ناممکن ہے تاہم چند ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ کے آغاز کے سن یہاں درج کئے جارہے ہیں۔

ملک	سن آغاز
بنگلہ دیش	۱۹۲۳ء
ماریشس	۱۹۲۳ء
غانا	۱۹۲۳ء
انڈونیشیا	۱۹۲۷ء
امریکہ	۱۹۴۸ء
سیرالیون	۱۹۴۹ء
جرمنی	۱۹۷۶ء
کینیڈا	۱۹۷۷ء

بیسویں صدی میں دنیا کے مختلف ممالک میں جاری ہونے والے جلسے نہایت اہمیت کے حامل ہیں گو عام دنیا ان کے بارے میں زیادہ نہیں جانتی مگر آنے والی نسلیں جان لیں گی کہ یہی جلسے انقلاب عظیم کا باعث ہوں گے جو دنیا کی تقدیر بدل دیں گے۔انشاءاللہ۔

(ماہنامہ تشحیذ الاذھان، مئی جون ۲۰۰۱ء)

جلسہ سالانہ کا انعقاد کرنے والے ممالک

آسٹریلیا	بنگلہ دیش	بیلجیئم
کینیڈا	ڈنمارک	فجی
ہالینڈ	انڈونیشیا	جاپان
نیوزی لینڈ	نیپال	پُرتگال
کونگو ریپبلک (زائر)	برکینا فاسو	بینن
انڈیا	نائیجیریا	دی گیمبیا
ناروے	بھوٹان	کینیا
برما	گنی بساؤ	پاکستان
فرانس	لائبیریا	برازیل
آئیوری کوسٹ	سنگاپور	ملائیشیا
کمبوڈیا	سری لنکا	سیرالیون
گوئٹے مالا	سویڈن	سوئٹزرلینڈ
ساؤتھ افریقہ	زیمبیا	سینیگال
سپین	انگلستان	سُرینام
تنزانیہ	یوگنڈا	زمبابوے
ٹرینیڈاڈ	امریکہ	ماریشس
جرمنی	بوسنیا	اور متعدد دیگر ممالک
غانا (گھانا)		

عالمی بیعت کا ریکارڈ

۱۹۹۳ سے جلسہ سالانہ کے موقع پر عالمی بیعت کا مبارک سلسلہ شروع ہوا۔اب تک ہونے والی بیعتوں کی تعداد درج ذیل ہے۔ اللھم زد و بارک لنا ۔آمین

سال	تعداد	
1993	2,04308	دو لاکھ چار ہزار تین سو آٹھ
1994	4,21,753	چار لاکھ اکیس ہزار سات سو ترپن
1995	8,47,725	آٹھ لاکھ سینتالیس ہزار سات سو پچیس
1996	16,02,721	سولہ لاکھ دو ہزار سات سو اکیس
1997	30,04,585	تیس لاکھ چار ہزار پانچ سو پچاسی
1998	50,04,591	پچاس لاکھ چار ہزار پانچ سو اکانوے
1999	1,08,20,226	ایک کروڑ آٹھ لاکھ بیس ہزار دو سو چھبیس
2000	4,13,08,975	چار کروڑ تیرہ لاکھ آٹھ ہزار نو سو پچھتر
2001	8,10,06,721	آٹھ کروڑ دس لاکھ چھ ہزار سات سو اکیس
کل میزان	14,42,21,605	چودہ کروڑ بیالیس لاکھ اکیس ہزار چھ سو پانچ

جلسہ سالانہ کے بارہ میں

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کے

بعض اہم ارشادات اور ضروری ہدایات

- یہ وہ سالانہ جلسہ ہے جو ایک عالمی نوعیت اختیار کر چکا ہے۔ سب جلسے بہت اچھے ہوتے ہیں محض اللہ کی خاطر دور دور سے لوگ اکھٹے ہوتے ہیں بہت سے فوائد باہمی محبت کے ذریعے بھی بڑھتے ہیں اور دیگر روحانی اور آسمانی برکات بھی بکثرت نازل ہوتی ہیں۔ جرمنی کا جلسہ بھی بہت غیر معمولی نوعیت اختیار کر چکا ہے کینیڈا کا بھی اپنا رنگ رکھتا تھا امریکہ کا بھی، دور دور سے مہمان آتے ہیں اور ان سے مل کر محبتیں تازہ ہوتی ہیں پرانی یادیں پھر زندہ ہو جاتی ہیں اور آئندہ کے لئے گویا زادِ راہ مل جاتا ہے۔ بعض جلسے ایسے ہیں اتنا روحانی زاد چھوڑ جاتے ہیں ایسی غذا پیچھے چھوڑ جاتے ہیں کہ سارا سال یادوں میں ان کو کھایا جاتا ہے اور وہ ختم نہیں ہوتیں۔ مگر یو۔کے۔ یعنی United Kingdom کا جو جلسہ ہے اس کی اپنی ایک شان ہے۔ اس کثرت سے دور دراز سے، مشرق و مغرب، شمال و جنوب سے دنیا کے کسی جلسے میں لوگ اس طرح اکٹھے نہیں ہوتے جیسے انگلستان کے جلسے میں آتے ہیں اس لئے اس پہلو سے اسے ایک مرکزیت حاصل ہو گئی ہے۔ اور وہ آتے ہیں جن کا انتظار رہتا ہے۔ بعض چہرے دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں۔ خاص طور پر اپنے مظلوم بھائی، مظلوم بہنیں، مظلوم بچے جو پاکستان سے آتے ہیں۔ اترے ہوئے، دکھے ہوئے چہرے آتے ہیں تو کھلکھلا اٹھتے ہیں۔ نئی زندگی نئی تازگی پیدا ہوتی ہے۔ خوشیاں بھی لاتے ہیں غم بھی لاتے ہیں اور بیک وقت ایسی کیفیت میں وقت گزرتا ہے کہ اس کا بیان ممکن نہیں۔ لیکن جلسے کی عادت یہ ہے کہ مدتوں انتظار کراتا ہے راہ دیکھتے چلے جاتے ہیں جب آتا ہے تو ایسے گزر جاتا ہے جیسے پلک جھپکنے میں نکل گیا۔ یہ وصل کی کفیت کا حال ہے اور محبت کے طبعی تقاضے ہیں۔ ایک ایسی ہی کفیت کو بیان کرنے کے لئے میں نے ایک دفعہ، اپنے ایک شعر میں یوں کوشش کی تھی کہ

لمحات وصل جن پہ ازل کا گمان تھا
چٹکی میں اڑ گئے وہ طیور سرورِ شب

یعنی وہ لمحات وصل کے جب تھے تو لگتا تھا کہ ازل آ گئی ہے، وقت ٹھہر گیا ہے، اور جب گزرے تو یہ رات کے پرندے لگتا تھا کہ چٹکی میں اڑ گئے۔

- ہمارے جلسے بھی اسی طرح آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ ابھی کچھ دیکھا بھی نہیں تھا کہ وقت ہاتھ سے نکل گیا، گزر گیا۔ پس جتنے بھی لمحات ہیں ان کی قدر کریں۔
- میں ایک اور بات کی نصیحت آپ کو کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس جلسے میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ پہلے سے بھی بڑھ کر غیر معمولی فضلوں کو نازل ہوتا دیکھیں گے۔ اور ان فضلوں کے دیدار کی جو خدا نے توفیق عطا فرمائی ہے اس کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ یہ دن ذکر الٰہی میں گزاریں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر اس کے احسانات کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے وقت کو کاٹیں اور اس جنت سے لطف اندوز ہوں۔ جو شکر کی جنت ہے ویسی کوئی جنت نہیں۔ شکر ایک ایسی عظیم نعمت ہے کہ شکر گزار بندہ جو ہے وہ واقعتاً اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے تلے اس دنیا میں ہی جنت پا جاتا ہے۔ اور اس کے عظیم فوائد ہیں جو اپنی ذات میں الگ خطاب کو چاہتے ہیں مگر اتنا میں آپ کو کہوں گا کہ خدا کے فضلوں کا شکر کیسے ممکن ہوگا جو بارش کی طرح برس رہے ہوں، ان گنت ہوں، ناممکن ہے کہ آپ ان کا احاطہ کر سکیں۔

تو جہاں تک ہمارا فرض ہے ہمیں چاہیئے کہ جس حد تک ممکن ہے خدا کے فضلوں پر نظر کریں اور خدا کے احسان کا بدلہ تو انسان اتار ہی نہیں سکتا۔ ناممکن ہے۔ ایک ذریعے سے وہ احسان کا بدلہ اتارنے کا احساس اور شعور بیدار کر سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ''مما رزقنٰهم ينفقون'' جتنا

خدا عطا فرماتا ہے اتنا ہی وہ آگے بنی نوع انسان پر اور نیک کاموں پر خرچ کرتے چلے جاتے ہیں۔

- یہ جلسہ ہمارے لئے ایک عمومی عالمی تربیت کے پیغام بھی لایا ہے، مواقع بھی لایا ہے۔ دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ہمیں سب تقاضے پورے کرنے کی توفیق بخشے۔ سب مہمان ہم سے خوش جائیں ہم مہمانوں سے خوش رہیں۔
- جلسہ آیا تو ہے مگر ختم ہو جائے گا۔ اللہ خیر و عافیت سے ختم کرے، فضلوں کی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور ان جلسوں میں ہمیشہ ہمیں پہلے سے بڑھ کر خدا کے فضلوں کی زیارت کی توفیق ملے اور اس کے احسانات کا شکر ادا کرنے کی توفیق ملے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ جولائی ۱۹۹۶ بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۶ ستمبر ۱۹۹۶)

- سب سے پہلے تو میں دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ ان سب کو جو آ گئے اور ان سب کو بھی جو آنے والے ہیں اور ان سب کو بھی جو آ نہیں سکے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اور ان انتظامات کے سلسلے میں جو بشری کمزوریاں رونما ہوں ان سے صرف نظر فرمائیں اور جہاں تک ہو سکے عفو کا سلوک کریں اور بخشش کا سلوک کریں کیونکہ انسان جو اپنے بھائیوں سے عفو اور بخشش کا سلوک کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی عفو اور بخشش کا سلوک فرماتا ہے۔ پس عفو اپنی ذات میں ایک بہت اعلیٰ خلق ہے اور بخشش بھی اپنی ذات میں ایک بہت اعلیٰ خلق ہے لیکن اگر خدا کے حوالے سے کئے جائیں تو یہ دوہرا فائدہ ہے دنیا کا بھی اور دین کا بھی۔ کیونکہ جو اللہ کی خاطر عفو کیا جائے ، اللہ کی خاطر مغفرت کی جائے اس میں اللہ تعالیٰ اپنے اوپر یہ حق بنا لیتا ہے کہ ایسے بندے سے میں بھی عفو کا سلوک فرماؤں اور مغفرت کا سلوک فرماؤں۔ تو بہت ہی اچھا موقع ہے کہ بظاہر ایک

تاریکی سے نور نکال لیا جائے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ جولائی ۱۹۹۶ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۳۰ اگست ۱۹۹۶ء)

- اس جلسہ کو ایک غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اس لئے اس سے وابستہ روایات کو زندہ کرنا چاہیئے اور حسین پہلوؤں کا اضافہ ہونا چاہیئے۔ اس جلسہ کو زیادہ پہلوؤں سے اور شدت کے ساتھ روایتی بہترین جماعتی مرکزی جلسوں کا نمائندہ بنانے کی کوشش کریں۔
- جلسہ کے ایام میں نمازوں کی خاص طور پر نگرانی کی جائے اور جب نمازیں کھڑی ہو جاتی ہیں تو کوئی نماز سے باہر نہ ہو سوائے ان کے جو ڈیوٹیوں پر ہیں اور خاص طور پر فجر کی نماز کا اہتمام کیا جائے۔
- کارکنان کو دعا کی طرف توجہ دلانی چاہیئے اور ہر منتظم اپنے شعبے میں دیگر امور کے علاوہ دعا کی طرف توجہ دلائے کیونکہ اس سے کاموں میں عظیم الشان برکت پڑتی ہے۔

(خطبہ جمعہ ۱۷ جولائی ۱۹۸۷ء)

- جلسے کا نظام عالمی بھائی چارے کو تقویت دینے اور اخلاقی لحاظ سے ایک عالمی معیار پیدا کرنے اور قائم رکھنے کے لئے بہت ضروری ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ جولائی ۱۹۹۴ء)

- جماعت بحیثیت جماعت احمدیہ ایک اسلامی کردار کی حامل ہے اور یہی کردار اور حقیقت آپ کا تشخص بن رہا ہے اور بنتا چلا جائے گا۔ یہی کردار جس کے تشخص کو نمایاں کرنے کے نتیجہ میں ایک عالمی برادری وجود میں آئے گی اور اس کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔ پس اس کردار کی تعمیر میں اور اس کے تشخص کو نمایاں کرنے میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے سالانہ جلسے ایک بہت ہی اہم

کردار ادا کرتے ہیں اور جس طرح مجلس شوریٰ ایک خاص دائرے میں خلافت کی نمائندہ اور دست و بازو بن جاتی ہے اسی طرح یہ جلسے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خلافت کے قیام اور استحکام اور اسی کے فوائد کو عام طور پر جاری کرنے میں بہت ہی ممد ثابت ہوتے ہیں‘‘

(الفضل انٹرنیشنل ۱۲ تا ۱۸ اگست ۱۹۹۴ء صفحہ ۶، ۷)

• وہ عالمی ادارہ جس کا نام اقوام متحدہ ہے جس کو ’’یونائیٹڈ نیشنز‘‘ کہا جاتا ہے وہ پھٹے ہوئے دلوں کا مصنوعی طور پر باندھا ہوا ایک مجموعہ ہے۔ اس کے سوا اس کی کچھ بھی حیثیت نہیں۔ کوئی ایک بھی قوم اس میں ایسی نہیں جو جذبہ ایثار کے ساتھ آراستہ ہو، جو جذبہ ایثار میں سرشار ہو کر بنی نوع انسان کو اکٹھا کرنے کے ارادے کے ساتھ اس عالمی ادارہ میں شامل ہو............

اگر آپ خدا کے نام پر اکٹھے ہو جائیں تو آپ وہ ہیں جو اس یونائیٹڈ نیشنز کو جنم دیں گے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی یونائیٹڈ نیشنز ہوگی اور تمام کائنات پر چھا جائے گی، ہر دل کو باندھ دے گی، ہر وجود کو ایک کر دے گی۔ ساری قومیں اسی ایک چشمہ سے سیراب ہونگی۔ خدا کرے کہ جلد از جلد وہ دن آئیں۔ ہمیں اس کی تیاری کرنی ہے۔ ہمارے سپرد یہ کام سونپا گیا ہے۔ پس اپنی حقیقت کو پہچانیں۔ ان توقعات پر نظر ڈالیں جو آپ سے وابستہ ہیں۔ اور کوئی ان توقعات کو پورا کرنے کے لئے دنیا میں نہیں آئے گا۔‘‘

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۹۵ء)

• پہلی ہدایت تو یہ ہے کہ مہمانوں سے عزت اور احترام کا سلوک کریں۔ انگلستان کے احمدیوں کو چاہیئے کہ وہ ذوق وشوق کے ساتھ اس جلسہ میں شریک ہوں۔ بغیر کسی عذر کے کوئی غیر حاضر نہ رہے۔ بعض لوگ تین دن کی بجائے صرف دو دن یا آخری دن کے لئے آجاتے ہیں اور

ان کے آنے کا مقصد صرف میل ملاقات ہوتا ہے۔اس جلسہ کی برکات کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے تینوں دن حاضر رہیں اور ہر لحاظ سے مستفید ہوں۔ جو گھر کے عزیز رشتہ دار ہوتے ہیں ان کو اگر شوق سے زیادہ بھی ٹھہرا لیا جائے تو وہ ہرگز مہمان نوازی نہیں بلکہ اقرباء کے حق میں آتے ہیں۔ بلند آواز سے تو تو' میں میں کرنا' یا ٹولیوں میں پھر کر قہقہے بلند کرنا اچھی عادت نہیں۔بعض اوقات مہمان یہ سمجھتا ہے کہ شاید مجھ پر ہنسا جا رہا ہے۔پچھلے سالوں میں ایک جلسہ کے موقع پر بالکل ایسا ہی ہوا اور اس مہمان نے مجھ سے شکایت کی کہ مجھ پر میرے رنگ پر، میری نسل پر ہنسا جا رہا تھا حالانکہ ہنسنے والوں کا دور کا بھی یہ خیال نہیں تھا۔ بہرحال ہنسیں تو احتیاط سے ہنسیں۔یعنی بہت اونچی آواز سے قہقہے نہ لگائیں تا کہ سننے والے یہ نہ سمجھیں کہ آپ ان پر ہنس رہے ہیں۔ اگر کسی مہمان کو اپنی کار وغیرہ میں بٹھائیں تو ہرگز کرایہ کے طور پر نہ ایسا کریں ان سے کسی قسم کے کرایہ کا مطالبہ جائز نہیں۔ مہمانوں کی خدمت اپنا شعار بنائیں اور محبت' خلوص وقربانی کے جذبہ سے ان کی خدمت کریں۔

ذکر الٰہی اور درود شریف پڑھنے میں اپنا وقت گزاریں اور التزام کے ساتھ نماز باجماعت کی پابندی کریں۔لنگر خانہ میں نماز کی ادائیگی کا انتظام ہونا چاہیئے اور پہرہ دار بھی ضرور نماز ادا کریں۔ان کے افسران کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ اس کا خیال رکھیں۔فضول گفتگو سے اجتناب کریں۔جس حد تک ممکن ہو جلسہ کی کارروائی وقار اور خاموشی سے سنیں۔

وقت کی پابندی کا خیال رکھیں۔جلسہ کی تقریروں کے دوران باہر کھڑے ہو کر آپس میں باتیں نہ کریں۔صفائی کا خیال رکھیں مسجد، رہائش گاہ' جلسہ گاہ اور سارا ماحول صاف ستھرا رکھنے میں تعاون فرمائیں۔ اپنے ساتھ بیگ میں یا جیب میں ایک خالی پلاسٹک کا تھیلا رکھ لیا کریں اور

استعمال شدہ چیزیں اسی میں ڈالا کریں، بعد میں اسے بڑے بن (Bin) میں پھینک دیا کریں ۔کھانا کھانے والی مارکیوں میں بھی کھانا کھانے کے بعد ڈسپوزایبل (Disposable) برتن خود اٹھا کر ڈسٹ بن (Dustbin) میں ڈالیں یا اگر منتظمین چاہیں تو پھر وہ خود ہی یہ کام کریں گے۔خیال رکھیں کہ کھانے کا ایک لقمہ بھی ضائع نہ ہو۔ یہ آنحضرت ﷺ کی سنت تھی کہ اپنی پلیٹ میں اتنا ہی ڈالتے تھے جو ختم کیا جا سکتا ہو۔اس لئے اپنی تھالی میں اتنا ہی ڈالیں جو آپ کھا سکتے ہیں۔ دوبارہ ضرورت پڑے جتنی دفعہ چاہیں ڈالیں اس میں کسی تردد کی ضرورت نہیں، بے تکلفی سے کریں ۔تکلف ایک مصنوعی چیز ہے، تکلف سے باز رہیں۔ ہر قسم کے جماعتی اموال اور اشیاء کی حفاظت اور ان کے استعمال میں خاص احتیاط برتی جائے۔

غض بصر اور پردہ کا خیال رکھیں ۔بعض خواتین جو کسی وجہ سے چہرہ نہیں ڈھانپ سکتیں ان کا لباس اور انداز ہی ان کے لئے پردہ کا کام کرتا ہے۔بعض عورتیں جو چہرہ نہ ڈھانک سکیں ان کے لئے جائز نہیں کہ سرخی پاؤڈر لگا کر اور بناؤ سنگھار کر کے سر عام پھریں۔بعض دفعہ غیر احمدی خواتین اپنے طور پر سنگھار کر کے آتی ہیں اور آنے والے مہمانوں کو نہیں پتہ چل سکتا کہ احمدی خواتین ہیں یا غیر احمدی خواتین ہیں لیکن ان کو بھی ڈانٹ ڈپٹ کر منع کرنا، سختی سے منع کرنا جائز نہیں۔ جو کوئی سمجھتا ہے سمجھتا رہے مگر ان کو سمجھانا ہے تو لجنہ کی کارکنات ایک طرف لے جا کر پیار سے سمجھائیں۔

ہر وقت شناختی کارڈ لگا کر رکھیں اور اگر کوئی شخص اس کے بغیر نظر آئے تو اس کو بھی نرمی سے سمجھائیں۔ حفاظت کے پہلو کو ہر وقت ذہن میں رکھیں۔ یاد رکھیں حفاظت صرف اللہ کی ہے مگر اللہ کے حکم کے تابع حفاظت کے لئے اپنے ذہن کو بیدار رکھنا چاہیئے ۔لیکن اس یقین کے

ساتھ کہ حفاظت بہرحال خدا ہی کی ہے۔اپنے دائیں بائیں جو بھی آپ کے دائیں بائیں دوست بیٹھے ہوتے ہیں ان پہ نظر رکھا کریں۔ان کو چاہیئے کہ آپ پر نظر رکھیں کیونکہ بہت سے لوگوں کو لوگ پہچانتے نہیں ہیں اور چہرہ بعض دفعہ لگتا ہے کہ بڑا ہی کوئی خونی قسم کا آدمی ہے۔تو ایسے چہرے تو کم ہی ہوں گے احمدیوں میں انشاء اللہ،لیکن اگر خدانخواستہ ہوں تو آپ بیدار مغز رہیں اوران پر نظر رکھیں۔کسی کے متعلق اگر اطلاع ملے کہ وہ اجنبی ہے اوراس کی حرکات ٹھیک نہیں ہیں تو چاہیئے کہ محکمہ کو مطلع کریں اور جب تک محکمہ کی طرف سے اس کا انتظام نہ ہو آپ بھی اس کے ساتھ ساتھ رہیں۔

بچوں کے رونے سے جو شور پڑتا ہے اس کے لئے ہدایت ہے کہ والدین جو بچوں والے ہوں وہ پیچھے بیٹھا کریں اوراگر بچے شور ڈالیں تو ان کو لے کر باہر نکل جائیں۔

اب لندن میں بھی گاڑیاں پارک کرنے کا ایک مسئلہ بن گیا ہے۔اس کثرت سے لوگ وہاں آتے ہیں اور گاڑیاں پارک کرتے ہیں کہ بعض دفعہ اردگرد کے ہمسایوں کو بڑی شکایات پیدا ہوتی ہیں۔اس لئے احتیاط کریں خواہ دور جا کے گاڑی کھڑی کرنا پڑے،دور سے پیدل آجائیں مگر نزدیک کے ہمسایوں کو بالکل تکلیف نہ دیں۔ٹریفک کے قواعد کو جیسا کہ ہمیشہ سمجھایا جاتا ہے ملحوظ رکھیں،رستوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔تکلیف دہ چیزوں کو ہٹائیں یہ بھی ایمان کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے۔

بازار جلسہ کے دوران بند رہیں گے مگر بعض دفعہ فوری ضرورت کے لئے بعض دکانیں کھلی رکھنی پڑتی ہیں ۔ وہ اب بھی انتظام کے تابع کھلی رہیں گی لیکن عموماً بازار بند رہنے چاہئیں۔زیادہ سے زیادہ وقت ذکر الٰہی میں گزاریں۔جو مہمان مختلف جگہوں سے آئے ہوئے

ہیں آپس میں ملتے ہیں وہ اپنے اپنے علاقوں میں ظاہر ہونے والے نشانات اور واقعات کے تذکرے کریں ۔ بہت کثرت سے اللہ تعالیٰ کے نشانات ہر علاقہ میں اترتے رہتے ہیں ۔ جو احمدی گواہ ہیں وہ تائید باری تعالیٰ کے نشانات بھی ہیں ۔ اور دشمن پر اللہ تعالیٰ کے غضب کے نشانات بھی ہیں تو وہ کیوں نہ یہ باتیں کریں اس سے بیان کرنے والوں کا ایمان بھی بڑھے گا۔ اور سننے والوں کا بھی بڑھے گا۔

اپنی قیمتی اشیاء پر نظر رکھیں ۔بعض دفعہ ایسے بڑے اجتماعات کے موقع پر کئی قسم کے شریر لوگ بھی آجاتے ہیں وہ بھیس بدل کر جیب کترے بھی آجاتے ہیں اس لئے بہت احتیاط کریں اور گری پڑی چیز کے متعلق ویسے تو وہیں رہنے دینا چاہیئے مگر اس لئے کہ کوئی دوسرا آدمی غلط نیت سے اس کو اٹھا نہ لے بے شک اس کو اٹھا کر گمشدہ اشیاء کے شعبہ تک پہنچا دیا کریں ۔ وہ اعلان کر کے بتا دیں گے جس شخص کی بھی وہ چیز ہوگی اس کو واپس کر دیں گے۔اسی طرح گمشدہ بچوں پر نظر رکھیں، ان کو گمشدہ اشیاء کی طرح گمشدہ چیزوں کے خیمہ میں پہنچائیں اور ان کے متعلق وہ اعلان کر دیں گے۔

(خطبہ جمعہ ۲۸ جولائی ۲۰۰۰ء)

’’اب میں کچھ مہمانوں کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں جو دُور دُور سے یہاں آئے ہیں۔ پہلی تو یہ ہے کہ اپنا وقت ضائع نہ کریں اور جہاں تک ہو سکے ذکر اللہ کیا کریں ۔ باتیں کرنا بھی ایک مجبوری ہے لیکن باتوں سے خیال پھر ذکر اللہ کی طرف جائے اور مسجد میں بیٹھ کر تو ذکر الٰہی بہت ضروری ہے۔

نمازوں کا التزام ۔ نمازوں کے علاوہ وقت میں خاموشی سے تسبیحات میں مصروف

رہیں۔اب جو پہریدار ہوں اس وقت تو نماز میں شامل نہیں ہو سکتے لیکن بہتر یہی ہے کہ ان کے لئے باجماعت نماز کا انتظام کیا جائے اور انہی میں جو اس وقت نماز نہیں پڑھ سکتے کوئی ان کا امیر بن جائے اور ان کا امام بن کر ان کی امامت کروائے۔

تقاریر بڑی محنت سے تیار کی جاتی ہیں صرف میری نہیں بلکہ سلسلہ کے دوسرے علماء بھی انشاء اللہ آپ کے سامنے تقریریں کریں گے تو آپ پوری توجہ سے اسی طرح جس طرح میری تقریر سنتے ہیں ان کی تقریریں بھی سنیں اور ان کی محنت کو ضائع نہ جانے دیں۔

سلام کو رواج دیں۔'' اَفشُو السلام'' رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے، آتے جاتے ، چلتے پھرتے سلام کیا کریں ۔ ہمارے حافظ محمد رمضان صاحب ہوتے تھے قادیان میں ،ان کو بہت شوق تھا پہلے سلام کرنے کا۔دُور سے بعض دفعہ کسی بکری، کسی بھینس کی چاپ کی آواز آئے تو فوراً السلام علیکم کہہ دیا کرتے تھے۔تو بعد میں کسی نے ان سے پوچھا کہ حافظ صاحب یہ کیا کرتے ہیں ۔انہوں نے کہا مجھے پتہ نہیں، مجھے اتنا پتہ ہے کہ جو پہلے سلام کرتا ہے اسے فائدہ ہوتا ہے۔تو مجھے پتہ نہیں لگتا، دیکھ نہیں سکتا کہ جانور ہے یا آدمی ہے چاپ سنتا ہوں تو میں سلام پہلے کر دیتا ہوں۔

بڑوں سے ادب سے پیش آئیں اور چھوٹوں کا خیال رکھیں ۔عورتیں پردہ کا خیال رکھیں۔کھانا ضائع نہ کریں بلکہ کسی بھی قابل استعمال چیز کو ضائع نہ ہونے دیں۔اپنے برتن میں اتنا ہی ڈالیں جتنا آپ کھا سکتے ہیں اور برتن خالی کر دیا کریں۔ جو برتنوں میں سے کھانا اٹھا کے پھینکا جاتا ہے یہ ایک بہت ہی بیہودہ رواج ہے۔آپ نے جہازوں میں سفر کر کے دیکھا ہوگا کتنا کھانا وہاں ضائع جاتا ہے اور وہ سارا ڈسٹ بنز (Dust Bins) میں پھینک دیتے ہیں۔امر واقعہ یہ ہے کہ سمندری جہازوں میں بھی یہی دستور ہے۔ ہوائی جہازوں میں بھی یہی دستور ہے

اگر یورپ کا کھانا اور امریکہ کا کھانا جو پھینکا جاتا ہے غریب ملکوں میں تقسیم ہوسکتا ہو تو پورے افریقہ کے لئے ایک سال کی غذا کا موجب بن سکتا ہے۔تو دیکھو Waste نہ جانے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا کتنا بنیادی فائدہ ہے۔

لڑائی جھگڑوں سے پرہیز رکھیں۔فضول بحثوں میں نہ الجھا کریں۔کارکنان سے تعاون کیا کریں۔جہاں تک حفاظت کا تعلق ہے اصل حفاظت تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے مگر میرا تجربہ ہے کہ جب بھی کوئی جلسہ کا وقت قریب آنے والا ہو۔لوگوں کو بڑی ڈراؤنی خوابیں آتی ہیں اور مجھے لکھ لکھ کر بھیجتے ہیں کہ احتیاط کریں۔اب میری احتیاط اور کیا ہوسکتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہے جو حفاظت کرنے والا ہے۔مجھے قطعاً کوئی پرواہ نہیں کہ خدا کی راہ میں مجھے کیا درپیش ہو لیکن حفاظت کے لئے ایک اصول میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ہر جلسے پر بیان کیا کرتا ہوں کہ ہر آدمی اپنے گردوپیش پر گہری نظر رکھے اور اگر کسی کو اجنبی دیکھے اور یہ محسوس کرے کہ اس اجنبی میں کچھ غیریت پائی جاتی ہے۔اس کی آنکھوں سے لگتا ہے کہ خطرہ کا موجب ہوگا۔اس پر نظر رکھیں۔اس سے بہتر اور کوئی حفاظتی اقدامات نہیں ہوسکتے۔اپنے گردوپیش پر نظر رکھیں اور خیال رکھیں کہ کسی قسم کی شرارت نہ ہونے دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کی اغراض میں یہ بھی فرمایا ہے کہ باہمی مودّت پیدا ہو۔دور دور سے لوگ آتے ہیں اور آپ کے ملک میں اس وقت سب دنیا سے لوگ اکھٹے ہوئے ہیں۔ان سے محبت اور پیار سے ملیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس حکم کی اطاعت کریں۔

سفر کے متعلق بارہا میں کہہ چکا ہوں کہ احتیاط برتیں۔اگر نیند غالب ہو تو سفر نہ کیا

کریں۔نوکری جانے کا بھی خطرہ ہوتو نوکری جانے دیں۔جان نہ جانے دیں۔اور ہمیں پھر اس کا دکھ پہنچتا ہے۔مرنے والا تو گزر جاتا ہے لیکن پچھلوں کو اس کا دکھ پہنچتا ہے۔اس لئے بہت سی چٹیں ایسی کاروں کے سامنے لگائی جاتی ہیں کہ جس میں احتیاط سے سفر کرنے کی تاکید ہوتی ہے۔ جو اللہ کی طرف سے تقدیر ہو اس کا تو کوئی علاج نہیں۔کاریں پھسل بھی جاتی ہیں۔دوسرے ڈرائیوروں کی غلطی سے بھی ٹکر لگ جاتی ہے۔تو جہاں تک تقدیر الٰہی کا تعلق ہے اس سے تو ہر گز لڑا نہیں جا سکتا لیکن جہاں تک احتیاط کا تعلق ہے ہر احتیاط کرنا انسان کا فرض ہے۔ پھر اپنے معاملے کو تقدیر الٰہی پر چھوڑ دے۔

اس کے بعد ایک آخری نصیحت یہ کرنی چاہتا ہوں کہ جرمنی میں امسال پہلی دفعہ انٹرنیشنل جلسہ سالانہ کا انعقاد ہوا ہے اور بڑی کثرت سے بیرونی ممالک سے لوگ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ان میں اکثر کے متعلق جو باہر سے تشریف لائے ہیں مجھے یقین ہے کہ وہ واپس اپنے ملکوں کو جائیں گے۔خصوصاً مغربی ممالک سے جو آئے ہوئے ہیں ان کو کوئی دلچسپی نہیں کہ وہ جرمنی میں ٹھہریں۔اور جہاں تک پاکستان سے آنے والوں کا تعلق ہے میں نے اپنی ملاقاتوں کے دوران ان سے دریافت کیا ہے بلا استثناء ہر ایک نے یہ کہا کہ ہم جلسہ کے بعد واپس جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔تو یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ جماعت کو اس بات کا احساس ہے۔مگر اگر کسی کے دماغ میں یہ فتور ہو کہ ویزا میں نے اپنی کوشش سے حاصل کیا ہے اور میں یہاں رہ کر اسائلم لے سکتا ہوں تو یہ بالکل غلط ہے۔ ہر گز جماعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔خواہ وہ اپنی کوشش سے لیا گیا ہو یا جماعت کی گارنٹی سے لیا گیا ہو جو بھی جرمنی میں اس سال اس جلسہ پر آیا ہے اس کا لازمی فرض ہے کہ وہ جلسہ کے بعد اپنی قانونی حدود کے اندر رہتے ہوئے واپس اپنے ملک میں چلا

جائے۔ جتنے دنوں کی اجازت ملی ہے جرمن حکومت کی طرف سے، یہ حکومت کا احسان ہے اور اس احسان کی ناشکری ہرگز نہ کریں۔ کیونکہ اس سے جماعت کے وقار کو اور نیک نامی کو بہت دھچکا لگتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک بھی ایسا واقعہ نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر اگر خدانخواستہ فرض کریں اتفاق سے کوئی ایسا حادثہ ہو جائے تو اس کے لئے میرے پاس اور تو کوئی ذریعہ نہیں، صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ یا جرمنی سے چلے جاؤ یا جماعت سے باہر چلے جاؤ۔ اور ایسے موقعہ پر جب کہ جماعت کی ساکھ کا سوال پیدا ہوتا ہے اگر آپ جرمنی سے باہر نہیں جائیں گے تو ہمیشہ کے لئے جماعت سے باہر نکلیں گے۔ بعد میں اس کی معافیاں مانگنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں ہم ہرگز نہیں معاف کریں گے کہ آپ نے حکومت کو دھوکہ دیا اور جماعت کی ساکھ بگاڑ دی۔

(ہدایات برموقعہ جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۱ بحوالہ ہفت روزہ بدر۔ قادیان ۱۱۔ اکتوبر ۲۰۰۱)

نام کتاب	:	جلسہ سالانہ
مرتبہ	:	عطاء المجیب راشد امام مسجد فضل لندن
سن اشاعت	:	جولائی ۲۰۰۲ (طبع اول)
تعداد	:	تین ہزار
ناشر	:	جماعت احمدیہ برطانیہ
مطبع	:	رقیم پریس۔ اسلام آباد۔ برطانیہ

Title: JALSA SALANA

Compiled by: Ataul Mujeeb Rashed
Imam London Mosque

First edition: 3000 Copies, July 2002

Publisher: Ahmadiyya Muslim Association UK
The London Mosque
16 Gressenhall Road, London SW18 5QL
United Kingdom.

Printed at: Raqeem Press, Islamabad, UK